مَکتبۃُ المُحسِن

۴۹۹۔بی جوہر ٹاؤن لاہور پاکستان

یَا سَیِّدِیْ سُلْطَان مُحْیُ الدِّیْنِ
شیخ عَبْدُ القَادِرْ جِیلَانِی شیئًا لِلّٰہِ

بڑے عرس مبارک فروری 2013 کے موقع پر
غوث اعظم سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

محسن اعظم

فی مناقب غوث اعظم رضی اللہ عنہ

دور جدید میں حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام و تصرف کے ضمن میں جنوری 2011 کے سفر بغداد میں ظاہر ہونے والی حیرت انگیز کرامت و بزرگی کا تذکرہ

حضرت قبلہ محی السنۃ پیر طریقت حاجی محمد محسن منور یوسفی صاحب دامت برکاتہم عالیہ
کی زیر طبع خود نوشت سوانح حیات
"کتابِ محسن بزبانِ محسن" سے اقتباس

مکتبہ المحسن

نام کتاب: محسن اعظم فی مناقب غوث اعظم رضی اللہ عنہ

مصنف: پیر طریقت محی السنۃ حاجی محمد محسن منور یوسفی صاحب دامت برکاتہم عالیہ

ناشر: پیر طریقت صاحبزادہ احمد محسن محسنی مدظلہ العالیٰ

پیر طریقت صاحبزادہ محمد بن محسن محسنی مدظلہ العالیٰ

حسنِ ترتیب: پیر طریقت علامہ مولانا محمد مدثر علی محسنی مدظلہ العالیٰ (ایم-اے اسلامیات)

پروف ریڈنگ: پیر طریقت محمد عقاص محسنی مدظلہ العالیٰ (ایم-اے سیاسیات)

تاریخ اشاعت: فروری 2013 جماد الثانی

تعداد: گیارہ سو(2000)

مکتبہ المحسن

ہاوس #500، بلاک B، محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور۔ پاکستان

House#500,Block B, Muhammad Ali Johar Town Lahore-Pakistan

Ph#0092-42-35179201~2 Mobile:00923009485866

Email: m.qf@live.com

www.facebook.com/shaikhmohsinyousafi

انتساب

تمام سلاسل طریقت

نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ

کے مشائخ طریقت خصوصاً

امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی، امام یحییٰ تادنی، امام محمد عبداللہ یافعی،

سید عبدالقادر اربلی، رئیس المحدثین ملا علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہم کے نام

کہ جنہوں نے سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات، بزرگی و کرامات کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ فرمایا۔

اور خصوص بالخصوص

پیر طریقت رہبر شریعت واقف رموز حقیقت عالم نبیل فاضل جلیل

قطب جلّی امین علم لدنّی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رضی اللہ عنہ کے نام جن کی نگاہوں اور دعاؤں کا صدقہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بندۂ ناچیز کے کاسہ گدائی کو اپنی بخشش اور فیض سے بھر دیا۔

فہرست

قصیدہ ببارگاہِ حضور غوثِ اعظم
شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ)

ہیں میرے محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے نورانی شیخ عبدالقادر جیلانی

شاہین و شہباز کی رفتار میں کون تیرا ثانی
تم ہو شہبازِ لامکانی شیخ عبدالقادر جیلانی

گیلانی، جیلانی، محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی
لقب ہے قطبِ ربّانی شیخ عبدالقادر جیلانی

جس کے سر پہ ہو تیرا ہاتھ، ولایت میں وہ شہباز
لاہور ہو یا بغداد نہیں تیرا ثانی شیخ عبدالقادر جیلانی

ہمعصر ہوں متقدم ہوں یا اَولیاءِ متاخرین ہوں
تیرا قدم ولایت پر مہرِ حقّانی شیخ عبدالقادر جیلانی

تا قیامت فیضانِ ولایت اولیاءِ کو سیّدالاولیا سے
کہتے ہیں مجدّد الفِ ثانی، شیخ عبدالقادر جیلانی

میرے ظاہر پہ نہ جانا، اندر پہ نظر فرمانا
قادری ہوں بھیس نقشبندی،امام ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی

میری زبان تیرے ذِکر سے ترَ ہو، میرا حضر ہو یا سفر ہو
تیرے قدموں میں میرا سر ہو، بسر ہو زندگانی، شیخ عبدالقادر جیلانی

حَسَنَیْن سے مَرَجَ الْبَحْرَیْن سے نَجِیْب الطَّرَفَیْن
بزرگی میں بزرگوں کے ہو بزرگِ خاقانی، شیخ عبدالقادر جیلانی

تیرے انوار، انوارِ الٰہی تیری شان، شانِ الٰہی
مشکل تیری توصیفِ خوش الحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی

سنبھالنے والے ہوں ہم، تو گھبرانے کی ضرورت کیا
میری کہانی تیری زبانی، شیخ عبدالقادر جیلانی

غوثِ اعظم پیروں کے پیر ہو، پیرانِ پیر ہو
کوئی مانے یا نہ مانے یہ شعر خوانی، شیخ عبدالقادر جیلانی

نقشبندی قادری ہَوں، سہروردی یا ہَوں چشتی
سبھی کو ملتا ہے تیرا فیضِ روحانی شیخ عبدالقادر جیلانی

تجھے غوث کہتے کہتے، محسنؔ ہوئے غوث کہنے والے
محسنوں کے ہو محسنِ لاثانی شیخ عبدالقادر جیلانی

محسنِ اعظم

آپ سرکار سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بندۂ ناچیز پر بے شمار احسانات ہیں جن کو الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل اور بعض اوقات حیرانی میں عقل بھی اُنکا احاطہ نہیں کر پاتی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو بہت شانیں عطا فرمائیں ہزاروں غوث، قطب، ابدال قلندر ہمہ وقت آپ کے دربار عالیہ کی خیرات کے منتظر ہیں۔ ہم نے کتابوں میں پڑھا، بزرگوں سے سنا کہ خواب میں بھی آپ کی زیارت مبارکہ کے لیے ہزاروں اللہ کے ولیوں نے دعائیں کیں مگر زیارت کا یہ دروازہ وصل کی خوشبو لیے کسی کے لیے کھل گیا اور کسی کو ہجر و فراق کے ذریعے فیضِ قربت سے نوازا گیا۔ مگر بندۂ ناچیز جب اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور مشاہدات پر غور کرتا ہے تو آپ سرکار کی عنایات پر ہزاروں بار اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ بندۂ ناچیز پر آپ سرکار کے احسانات کی جو بارش ہے سو ہے بندہ سے وابستہ لوگوں پر بھی آپ سرکار نے جس قدر عنایات و زیارات کی نوازش فرمائی اور فرمارہے ہیں اُس کے لیے دل احساسِ تشکر سے جھکا جاتا ہے۔ یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم اور قبلہ و کعبہ پیرو مرشد عالم یلمعی فاضل لوذعی امین علم لدنّی بابا جی صاحب حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں اور عطاؤں کا صدقہ ہے۔

میدان عرفات میں زیارت:

عالم رویاء میں دیکھتا ہوں کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غالباً میدان عرفات میں بہت سکون، وقار اور متانت سے قدم بڑھاتے چلے جارہے ہیں اور آدم سے لے کر آج تک تمام اولیاء جن میں ہزاروں غوث قطب ابدال قلندر موجود ہیں اپنی پوری طاقت استعمال کرتے ہوئے حضور غوث اعظم کے ساتھ ساتھ چلنے کے لیے اُن کے قریب پہنچنے کی کوشش میں ہیں، کوئی تیز چل رہا ہے تو کوئی بھاگ رہا ہے اور کوئی لمبے قدم اٹھا رہا ہے۔ اس جم غفیر میں بندہ بھی حضور غوث اعظم کے قدموں تک پہنچنے کی کوشش میں ہے اور بہت محنت کے بعد بندہ حضور غوثِ اعظم کے قدموں

تک پہنچ گیا اور جہاں ان کے قدم ہیں وہاں بندہ کا سر ہے۔ چنانچہ جو اپنے محسن کے احسانات کا ذکر نہ کرے وہ اس کے لطف و کرم اور فیض سے کبھی لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ اب تحدیث نعمت کے طور پر حضور غوث الاعظم کے احسانات کے ضمن میں چند واقعات سپردِ قلم کر رہا ہوں۔

محفل گیارہویں شریف کا حکم اور شاہِ جیلاں کی بشارت

بندۂ ناچیز نے جماعت اولیاء میں حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو قربِ الٰہی میں یکتا و یگانہ پایا۔ آپکو تصرف و اختیارات کے اُس مقام پر فائز کیا گیا جو کسی اور کے حصے میں نہ آیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو قطبیت کبریٰ کے مقام سے نوازا۔ اکثر ایک خیال میرے دل میں آتا کہ آپ سرکار حضور غوث اعظم کے بعد امام مہدی قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائض ہوں گے کیا اس دوران کوئی اور شخص بھی قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائض ہو سکتا ہے؟ تو ایک رات غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خواب میں بندۂ ناچیز کو فرماتے ہیں "ہاں ہمارے بعد صرف وہ شخص قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائض ہو سکتا ہے جسے ہم چاہیں" آپ کا ارشاد مبارک ہے "متقدمین کے سورج غروب ہوگئے مگر میرا سورج بلندی اور عظمت کے آسمان پر ہمیشہ جلوہ افروز رہے گا"۔

اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ　　یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

میں قربِ الٰہی میں یکتا اور یگانہ ہوں اللہ تعالیٰ مجھے ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر ترقی دیتا ہے وہ میرے لیے کافی ہے

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعاً وَّلٰکِنْ　　مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

اگرچہ آپ سب کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ رہے گا

تمام اولیاء کا عرس تو سال کے صرف ایک مہینے، مگر آپ رضی اللہ عنہ کا عرس سال کے بارہ مہینے، سلسلہ کوئی بھی ہو قادری، نقشبندی، سہروردی، چشتی، صابری، فریدی، مجددی، رفاعی، قلندری، رضوی، یوسفی سبھی کا ایک ہی عمل اور یقین کہ دن دسواں رات گیارہویں ہو تو سجتی ہے بزمِ شاہِ جیلاں۔

بندہ کو بھی خواب میں دو مرتبہ گیارہویں شریف کی محفل منعقد کروانے کا حکم فرمایا گیا۔ ۱۴نومبر۱۹۹۵ء کو آپ سرکار کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا؛''ہم نے آپ کو گیارہویں (شریف) کی محفل بخش دی'' مگر گیارہویں شریف کا جو ادب و احترام کتابوں میں پڑھ رکھا تھا یا بزرگوں سے سُن رکھا تھا اُس کی وجہ سے کچھ گھبرا گیا۔ نیز ادب، خوف اور آپکے رعب ولایت، کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ آپ امامت کروا رہے ہیں اور میں آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہوئے خوف و دہشت سے کانپ رہا ہوں، انہیں وجوہات کی بنا پر محفل گیارہویں شریف کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ مثلاً یہ گیارہویں شریف ہی کی نیاز تھی کہ جس پر حالتِ وجد میں شیخِ نارنول کا پاؤں لگ گیا تو ان کی ولایت سلب ہو گئی جو کہ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچہری میں سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی درخواست پر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے فرمانے پر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے نگاہِ کرم فرماتے ہوئے واپس لوٹا دی (جسکی تفصیل برکات گیارہویں شریف از شیخ القرآن علامہ فیض احمد اویسی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے)۔ امام احمد رضا خان صاحب بریلوی ختم گیارہویں شریف کی نیاز، شرینی کا کوئی دانہ زمین پر گر جاتا تو کسی کو کہے بغیر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ خود ہی جھک کر اپنے ہونٹوں سے اس کو اٹھاتے اور لنگر شریف کھانے کے بعد دوست احباب کو کُلّی کرنے کی بجائے پانی پینے کا حکم فرماتے۔

مگر پھر ایک روز آپ سرکار حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت مبارکہ ہوئی دیکھا'' آپ سرکار میرے گھر کے صحن میں کھڑے ہیں اور آپ کے سامنے جلتے ہوئے کوئلوں پر تازہ تازہ دیگیں پکی پڑی ہیں آپکے ہاتھ میں دیگ سے سالن نکالنے والا بڑا سا ڈوا ہے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کرکے نہایت محبت کے ساتھ لنگر شریف تقسیم کرنے کا طریقہ سمجھاتے ہوئے اس ڈوے کے ذریعے لنگر شریف تقسیم فرما رہے ہیں۔ بڑی بڑی داڑھیوں اور پگڑیوں والے لوگ میرے گھر کے صحن میں لنگر شریف لینے کے لیے قطار میں کھڑے ہیں'' ان لوگوں کے چہرے آج بھی مجھے یاد ہیں بلکہ ان میں سے بعض لوگ تو بعد میں مجھ سے بیعت بھی ہوئے۔ جب اس خواب کا ذکر میں نے اپنے پیر بھائی پیر طریقت سیّد ذوالفقار حسین یوسفی سے کیا تو آپ فرمانے لگے گیارھویں شریف کی محفل شروع کروادیں۔

اگرچہ اب بندۂ ناچیز نے ہر ماہ دن دسواں رات گیارہویں اِس محفل کاآغاز حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم پر کردیامگرادب کاعالم یہ تھاکہ بازار سے گوشت سبزی مصالحے خود خریدتااور سامان خریدنے سے پہلے غسل کرتاخوشبولگاتادرود شریف یا سورۃ فاتحہ کاورد کرتے ہوئے بازار جاتا، اگر جیب میں ختم گیارہویں شریف کاکوئی ہدیہ ہوتاتو باتھ روم میں قدم نہ رکھتا، بغیر وضو کبھی اُس ہدیہ یاسامان کوہاتھ نہ لگاتا، عظمٰی اپنے ہاتھوں سے باوضو محفل کالنگر شریف تیار کرتی لوگ لنگر شریف کھاکر چلے جاتے تو میں اور میری اہلیہ اپنے ہاتھوں سے تمام برتن دھوتے، برتن دھونے سے قبل برتنوں کوکپڑے سے اچھی طرح صاف کیاجاتاتاکہ لنگر شریف کاکوئی ایک ذرہ بھی کہیں پانی کے ساتھ گٹر میں نہ چلاجائے۔ دستر خوان دھیان سے اٹھایاجاتاکہیں کسی دانے پر پاؤں نہ آجائے۔ یہ تمام عمل بہت ہی توجہ طلب اور کچھ مشکل تھا پاسِ ادب کی وجہ سے دھیان ہر وقت اسی جانب رہتاکہ کہیں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے ۔ہفتے ، مہینے اور سال گزرتے گئے محبت اور ادب کی اس کیفیت میں اضافہ ہوتاچلاگیا پھر اچانک اگست ۲۰۰۰ء میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جسکی وجہ سے ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء بدھ جمعرات کی درمیانی رات حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بندۂ ناچیز کوایک بہت پیاری بشارت سے نوازتے ہیں۔آپ سرکار کی اس بشارت کو بیان کرنے سے پہلے اُسکاکچھ سیاق وسباق بیان کرناضروری ہے۔

ہوایوں مولانا قاری محمد رمضان قادری صاحب کے ملنے والے سرگودھاکے ایک سیّد بزرگ جو سورۂ مزمل شریف کے زبردست عامل تھے انہوں نے علامہ محمد عثمان سیالوی صاحب کے ذریعہ قاری محمد رمضان صاحب کو یہ پیغام بجھوایاکہ "محسن صاحب سے کہیں اُن کی روحانی منازل میں ترقی کی بجائے اس وقت انقباض کاعالم ہے، اور یہ حالت اُس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی جب تک وہ سرگودھا میرے پاس خود چل کر تشریف نہ لائیں۔ بندہ اُن کی بات سن کر حیران بھی تھاکیونکہ باباجی صاحب اور حضور غوث اعظم کے فیض وکرم سے ایسی کوئی بات محسوس نہ کی تھی مگر پریشان بھی تھاکہ ہوسکتا ہے اُن بزرگوں کی نگاہ میں زیادہ وسعت ہو، لہٰذا قاری محمد رمضان قادری صاحب کے ساتھ سرگودھا

جانے کا پروگرام بنالیا اور ان سے کہا کہ کل یعنی بروز جمعرات ڈائیوو بس اسٹینڈ سے علی الصبح کی دو ٹکٹیں خرید لیں۔

رات کا آخری پہر تھا ذہن پریشان تھا اُس بزرگ کی بات بھی دماغ میں گھوم رہی تھی۔ سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ جس کمرے میں اپنے اوراد و وظائف پڑھتا ہوں وہاں بیٹھا ہوں سامنے سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ قبلہ پیرومرشد باباجی صاحب حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ دونوں بزرگوں نے سفید کرتے، سفید تہمد، سفید پگڑیاں پہن رکھی ہیں باباجی سرکار تو نہایت ادب سے سر جھکائے خاموش ہیں البتہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بندۂ ناچیز کو دیکھتے ہوئے فرمانے لگے؛

"جن کے سنبھالنے والے ہم ہوں اُن کو گھبرانے کی ضرورت نہیں"

اُن کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اندازاً چار پانچ منٹ اُن کی زیارت کرتا رہا پھر اچانک آنکھ کھل گئی غالباً رات دو یا تین کا وقت ہوگا۔ حضور غوث اعظم کی آواز اور اسکی گونج میرے کانوں نے جو خواب میں سنی تھی جاگنے کے بعد بھی میرے کان اُس آواز کی گونج کو سن رہے تھے اور یہ کیفیت بندۂ ناچیز پر تین سے چار دن تک قائم رہی۔ اِس زیارت کے بعد میں نے اُس عامل کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ اب آپ سرکار جناب سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جب خود اپنی زبان مبارک سے یہ فرما دیا تھا کہ "جن کے سنبھالنے والے ہم ہوں اُن کو گھبرانے کی ضرورت نہیں" تو اب سرگودھا اُن کے پاس جانا کہیں بے ادبی کے زمرہ میں نہ آجائے اس لیے جب صبح صبح قاری محمد رمضان قادری صاحب کا فون آیا تو اُن کے ساتھ سرگودھا جانے سے معذرت کر لی۔ ویسے بھی آپ سرکار کا فرمان مبارک ہے؛

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اللہُ رَبِّیْ   عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے میرے مرید کسی سے نہ ڈر اللہ میرا پروردگار ہے۔ اس نے مجھے رفعت عطا کی جس سے میں نے مطلوبہ آرزوؤں کو پالیا

یہاں ایک اور بات عرض کرتا چلوں ختم گیارہویں شریف کی نیاز کے ادب میں جو خوف (جس کا ذکر پیچھے گزرا) ذہن پر ہر وقت طاری رہتا تھا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اس بشارت کے بعد "جن کے سنبھالنے والے ہم ہوں اُن کو گبھرانے کی ضرورت نہیں" اُس سے نجات ملی مگر ایسی خوبصورت بشارت کے بعد بھی بوجہ فطرت انسانی شدت سے ایک خیال دامن گیر رہنے لگا" کیا معلوم بارگاہِ غوثیت مآب میں ماہانہ محفل گیارہویں قبول ہوتی بھی ہے یا نہیں" تو اِس ضمن میں چند ایسے واقعات رونما ہوئے جن سے بندۂ ناچیز کے دل کو یقین اور تسلی کی سند حاصل ہوئی کہ یقیناً بزمِ شاہِ جیلاں کے نام سے ختم گیارہویں شریف کی جو محفل حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے وہ اُنکی بارگاہ میں قبول ہی قبول ہے کیونکہ کچھ دوستوں بزرگوں نے حضور غوث اعظم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ماہانہ بزم شاہِ جیلاں میں بہ نفسِ نفیس موجود پایا۔

بزم شاہِ جیلاں

بزم شاہ جیلاں والے ہال کی تعمیر کا آغاز بھی حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامت اور بزرگی کا منہ بولتا ثبوت تھا، کم و بیش سترہ اٹھارہ سال پہلے حضور غوث اعظم کے فرمان مبارک پر بندۂ ناچیز نے تن تنہا جس محفل کا آغاز کیا تھا وہ محفل آج الحمد للہ لوگوں کے ایک بڑے اجتماع میں تبدیل ہو چکی تھی۔ محفل گیارہویں شریف میں دن بہ دن لوگوں کا رش بڑھتا جا رہا تھا، حضور غوث اعظم کے فیض مبارک سے لوگ وافر حصہ پا رہے تھے جو ایک مرتبہ محفل میں شرکت کرتا وہ اگلی مرتبہ اپنے ساتھ ایک دو دوستوں کو بھی لے کر آتا۔ لہٰذا روز بہ روز محفل میں لوگوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور جس ہال میں ہر ماہ محفل کا اہتمام ہوتا اُس میں جگہ بھی تنگ پڑتی چلی گئی، یہاں تک کہ لوگ باہر سیڑھیوں، ٹیرس اور نیچے گیراج میں بیٹھنے لگے، بعض اوقات تو محفل کے انتظامات کو باہر سڑک پر بھی لے جانا پڑتا چونکہ محفل میں ہر آنے والا حضور غوث اعظم کا ہی مہمان تھا اس لیے میرے لیے

قابل عزت و احترام تھا مگر دل کو تکلیف بھی تھی کہ آدھے لوگ تو اندر بیٹھیں اور آدھے باہر، اکثر سوچتا رہتا کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔

ایک روز لاہور سے پانڈو کی محفل میلاد پر جاتے ہوئے محمد رفیق بھٹی بندہ ناچیز سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمانے لگے؛"حضور پیر طریقت محمد ندیم صاحب کا خیال ہے ابھی جس ہال میں گیارہویں شریف کا اہتمام ہوتا ہے اُسکے پیچھے کافی بڑا صحن ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم لوگ ہال کی پچھلی دیوار گرا کر صحن کو بھی ہال میں شامل کر لیں تاکہ ایک وسیع و عریض ہال تعمیر ہو جائے اور لوگوں کو محفل میں بیٹھنے کے لیے جگہ کا مسئلہ بھی حل ہو جائے"۔ میں نے رفیق بھٹی سے پوچھا اس تمام کام پر اندازً کتنا خرچ آئے گا، تو وہ کہنے لگے تقریباً چار پانچ لاکھ روپے میں سارا کام مکمل ہو جائے گا۔ میں نے دل میں سوچا اتنی رقم کا انتظام کہاں سے ہوگا۔ خیر ابھی ان ہی سوچوں میں گم تھا کہ ایک دن میری بیٹی ثوبیہ مجھ سے کہنے لگی بابا جان میں نے آج ایک خواب دیکھا کہ "ہمارے گھر کے ساتھ جو بڑا سا خالی پلاٹ ہے اُس میں میلاد کی محفل سجی ہوئی ہے، عتیق بھائی نعت پڑھ رہے ہیں سٹیج پر آپ اور حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف فرما ہیں، جیسا لباس حضور غوث اعظم کا ہے ویسا ہی لباس آپ نے بھی پہن رکھا ہے اور آسمان سے نوٹ بارش کی طرح آپ دونوں کی گود میں گر رہے ہیں"۔ ثوبیہ کا یہ خواب تو بہت مبارک تھا مگر اس وقت اس کی بِعَینہٖ اصل تعبیر سمجھ میں نہ آئی، لیکن بعد میں جب حقیقت کھلی تو سمجھ میں آیا کہ جیسا ثوبیہ کو دکھایا گیا تھا ویسا ہی ہوا دراصل یہ حضور غوث اعظم کا بندہ ناچیز کو ثوبیہ کے ذریعے ایک پیغام تھا کہ ہال کی تعمیر کے لیے پریشان کیوں ہوتے ہو، تمام انتظام وہاں سے ہوگا جہاں سے تمہارا گمان بھی نہ ہوگا۔ خیر رفیق بھٹی صاحب کا اصرار بڑھتا جا رہا تھا لہٰذا چند دوستوں سے مشاورت [1] کے بعد موجودہ ہال کی پچھلی دیوار گرانے کی اجازت دے دی گئی، دیوار گرانے کی دیر تھی کہ حضور غوث اعظم کے فیض مبارک سے دنیا نے جو منظر دیکھا وہ انفرادیت کا حامل تھا، نہ جانے کہاں

---

[1] یہ بھی بتاتا چلوں کہ جولائی 2007 میں بزم شاہ جیلاں کی ایک میٹنگ مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف کے اندر بھی انعقاد پذیر ہوئی۔ جس میں ہال کی تعمیر کے حوالے سے بڑے اہم فیصلے کیے گئے۔ اس میٹنگ میں مبشر ضیاء، عامر وحید، رفیق بھٹی، مسعود صاحب، طاہر شیخ صاحب، جہانگیر صاحب، حق نواز صاحب اور عتیق الرحمٰن شامل ہوئے۔

کہاں سے غیبی امداد شامل حال ہونے لگی، ارادہ تو یہ تھا کہ صرف چار دیواری کھڑی کر کے پلستر کروا دیں گے مگر لوگوں کی محبت دیکھ کر میں حیران تھا، کہیں تو سول انجنیئرز آکر نقشے بنا رہے تھے کہیں اکاونٹس کے ماہرین حساب و کتاب کا انتظام سنبھالے ہوئے تھے کوئی ریت کی ٹرالی دے رہا تھا تو کوئی اینٹوں کی، کوئی سیمنٹ لا رہا تھا تو کوئی سریا بجری وغیرہ۔ خواتین نے اپنے سونے کے زیورات اس ہال میں ہدیہ کر دیے، بڑے تو بڑے بچے بھی اس کارِ خیر میں کسی سے پیچھے نہ رہے میری بیٹی ثوبیہ نے اپنی سونے کی انگوٹھی مجھے دی تاکہ حضور غوث اعظم کی خدمت کے ضمن میں بزم شاہ جیلاں والے ہال میں اُسکا حصہ بھی شامل ہو جائے، بچے اپنا جیب خرچ جمع کر کے اس ہال کی تعمیر میں ہدیہ ڈالتے۔ ایک عجیب منظر تھا کہ حضور غوث اعظم کے ظاہری زمانہ حیات کی یاد تمام دوست احباب کو بزمِ شاہ جیلاں کی صورت میں ایک ادنی سی جھلک دکھا کر تازہ دم کر گئی، جیسا کہ بغداد میں جب مدرسہ نظامیہ کی توسیع کے سلسلے میں تعمیر کا کام جاری تھا تو حضور غوث اعظم سے محبت اور عقیدت رکھنے والی ایک غریب بوڑھی ارادت مند عورت اپنے خاوند کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میرے خاوند کے ذمے میرا حق مہر واجب الادا ہے اگر تو یہ آپ کے مدرسے کی تعمیر میں حصہ لے اور آدھی رقم کے برابر مزدوری کرئے تو باقی آدھی رقم میں اسے معاف کر دوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس عورت کے خاوند نے حضور غوث پاک کے مدرسہ کی تعمیر میں حصہ لیا اور یوں اپنی بیوی کا حق مہر بھی ادا کیا اور تعمیر کے ضمن میں پیر و مرشد کی بارگاہ میں حاضری بھی لگوائی۔

خیر ذکر بزم شاہ جیلاں ہال کی تعمیر کا ہو رہا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے نہایت قلیل عرصہ میں ایک عزیم الشان ہال تعمیر ہو چکا تھا جس میں اٹلی کے فانوس، دبئی سے امپورٹ کی گئیں گرینائیٹ کی ٹائیلز، اخروٹ کی لکڑی کے دروازے جن میں لَیڈ ڈ گلاس (leaded glass) کا ایرانی و ترکی طرز ثقافت کا کہکشاں رنگ بکھیر تا شیشے کا کام، امپورٹڈ سپلٹ ائیر کنڈیشنرز، سردی سے بچاؤ کے لیے سنگ مرمر کے ماڈرن سٹائل کی فائر پلیسز، (انگیٹھیاں) سرخ راہداری قالین، دیواروں پر شمع دان، سلور پالش میں چاندی سا چمکتا کنسول، اندرونی دیواروں پر سرخ گٹکے کا پتھر، لنگر خانہ میں ارسٹن کی ہوم اپلائنسز، سٹیج کے لیے شاہی

انداز کی کرسیاں، الغرض جب کام مکمل ہوا اور ۹ دسمبر ۲۰۰؁ کو پہلی مرتبہ پورے ہال کو دھویا گیا تو دیکھنے والے حیرانی سے اس پر شکوہ عمارت کو دیکھتے رہ گئے۔ میں خود حیران تھا کہ کہاں چار لاکھ کا بجٹ ذہن میں رکھ کر عمارت کی تعمیر کا آغاز کیا گیا اور کہاں اس دور میں ستر اسی لاکھ روپے میں تعمیر کا مکمل ہونا۔ مگر ہال کی تعمیر کے دوران ایسے ایسے واقعات پیش آئے جس نے کَڑی سے کَڑی جوڑی کہ واقعی اس ہال کی تعمیر و توسیع بذات خود حضور غوث اعظم کی زیر نگرانی اور زیرِ انتظام پایہ تکمیل کو پہنچی۔

پیر طریقت حاجی عابد حسین صاحب فرماتے ہیں "بزم شاہِ جیلاں ہال کی تعمیر کے دوران دیگر دوستوں کی طرح کنسٹرکشن کے کام میں خدمت کی سعادت بندۂ ناچیز کے حصے بھی آئی۔ ۱۲ جون ۲۰۰؁ شام کے وقت میں نے پیر طریقت مدثر کے ساتھ جا کر ایک دوکان پر سیمنٹ کی کچھ سلیبوں کا آرڈر دیا، دوکان پر آڈر دے کر میں تو گھر چلا گیا اور تھکاوٹ کی وجہ سے جاتے ساتھ سو گیا۔ صبح جب اُٹھا تو میری بیوی مجھے کہنے لگی کیا سلیبیں پہنچ چکی ہیں؟۔ میں نے حیرانی سے پوچھا کونسی سلیبیں؟ (کیونکہ میں نے سلیبوں کا ذکر قطعاً اپنی بیوی سے نہیں کیا تھا) اُس نے بتایا ہال مبارک بزم شاہِ جیلاں میں جو استعمال ہونی ہیں۔ میں نے مزید حیرانی سے پوچھا تمہیں کیسے معلوم کہ میں نے کل رات کسی دوکان پر ہال کے لیے سلیبوں کا آڈر دیا تھا؟ جو صبح ۹ بجے اس دوکاندار نے پہنچانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ وہ کہنے لگی "رات خواب میں مجھے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور اُنکی زوجہ محترمہ کی زیارت ہوئی آپ اسی زیر تعمیر ہال کے سٹیج پر تشریف فرما تھے مجھے فرمانے لگے "جو سلیبیں ہم نے بھجوائی تھیں وہ مل گئی ہیں اچھا اب ۹ بج چکے کام شروع ہونے والا ہے ہم چلتے ہیں کیونکہ ہال کا کام ہمیں اپنی زیر نگرانی دیکھنا ہے"۔

ایسے ہی سیّد مستجاب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں "ابھی بزم شاہ جیلاں ہال کی تعمیر جاری تھی کافی عرصہ بعد ایک رات میں آستانہ عالیہ شریف سلام کے لیے حاضر ہوا اَور رات وہیں قیام کیا سویا تو خواب میں دیکھا کہ ہال مبارک کے سٹیج کے اوپر شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام جَلی حروف میں نہایت چمکدار لکھا ہوا ہے۔ صبح اٹھ کر شاہ صاحب نے اپنا یہ خواب دوستوں کو بتایا کہ اس اس طرح سٹیج کے اوپر جو جگہ ہے اگر وہاں حضور غوث پاک کا نام مبارک لکھوایا جائے تو وہ بہت خوبصورت لگے گا۔ دوستوں نے شاہ صاحب

کو بتایا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس جگہ تو پہلے ہی سے حضرت صاحب نے حضور غوث پاک کا نام مبارک جلی حروف سے "یاسیدی سلطان محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی شیاًء للہ" لکھوانے کا فرمادیا ہے۔شاہ صاحب کا جواب واقعی حیران کن تھا کہنے لگے خدا شاہد ہے مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں حضور غوث پاک سرکار کا نام مبارک لکھوانے کا حضرت صاحب پہلے سے ہی فرما چکے ہیں۔ میرا تو کافی عرصہ بعد آستانہ عالیہ آنا ہوا تو رات خواب میں حضور غوث پاک کا نام مبارک لکھا دیکھا، تو سوچا سب کو بتاتا ہوں کہ سٹیج کے اوپر حضور غوث اعظم کا نام مبارک لکھا جانا چاہیے بہت خوبصورت لگے گا مگر کیا معلوم تھا کہ حضرت صاحب تو پہلے ہی اِسکا حکم فرما چکے ہیں۔

حضور نبی پاک ﷺ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بزمِ شاہِ جیلاں میں تشریف آوری

دس محرم ۲۱ جنوری ۲۰۰۸ء ماہانہ ختم گیارہویں شریف میں بندۂ ناچیز حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دادا اَور نانا جان یعنی حسنین کریمین کے مناقب بیان کر رہا تھا۔ عجیب روحانی انوار و تجلیات کی بارش تھی۔ تمام مجلس اُن مناقب کو سننے میں اس قدر محو تھی کہ ایک استغراق کا عالم تھا۔ اس دوران بندۂ ناچیز کے بڑے بیٹے احمد محسن کو اونگھ آ گئی، بحالت مراقبہ وہ کیا دیکھتا ہے کہ محفلِ گیارہویں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ احمد کے سر پر بان سے بنی ٹوپی پر اپنے دست مبارک سے سبز رنگ کی پگڑی باندھ رہے ہیں اور احمد کے ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین پر ہیں۔ایک بزرگ محمد طارق ولد محمد طفیل نے بھی اِسی ماہانہ گیارہویں شریف میں کھلی آنکھوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیز سیّد حسن ولد سیّد سلیم شاہ اور عدنان ولد احسان الحق نے بھی بحالت مراقبہ بزم شاہ جیلاں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موجود پایا۔غلام مصطفیٰ ولد ملک سَید محمد فرماتے ہیں کہ میں بڑی محفل گیارہویں شریف (سالانہ بزمِ شاہِ جیلاں جو ۱۰ ربیع الثانی بمطابق ۷، اپریل ۲۰۰۹ء کو انعقاد پذیر تھی) میں حاضر تھا اور آپ کا خطاب سن رہا تھا کہ اچانک میری آنکھ لگ گئی اور دیکھا کہ حضور غوث

اعظم رضی اللہ عنہ بھی محفل میں تشریف فرما ہیں اور اپنے فضائل و مناقب سماعت فرماتے ہوئے مجھے فرمانے لگے کہ؛

" اپنے پیرو مرشد کو میرا پیغام دیناکہ اُن کا بیان اور منقبت ہمیں پسند آئی "

مگر محفل میں لوگوں کے اژدہام اور گھبراہٹ کی وجہ سے میں یہ پیغام آپ کو نہ دے سکا رات چونکہ بہت گزر چکی تھی، گھر جاکر سو گیا جیسے ہی آنکھ بند ہوئی دل کی آنکھیں جاگ پڑیں اور خواب میں دوبارہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت مبارکہ سے مشرف ہوا،اس مرتبہ آپ کچھ جلال کی کیفیت میں فرمانے لگے؛ ''میں نے تمھیں کہا تھا اپنے پیرو مرشد کو میرا پیغام دینا، لیکن تم نے اُن کو میرا پیغام نہیں دیا۔'' آنکھ کھلی تو دل بہت گھبرایا اور حاضر ہو کر آپ کو تمام معاملہ سے آگاہ کیا۔اسی طرح بندۂ ناچیز کوایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت مبارکہ ہوئی جس میں آپ بزمِ شاہِ جیلاں محفل گیارہویں شریف کے سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔ایسے کم و بیش درجنوں واقعات ہیں جو راقم الحروف کے ذاتی مشاہدات اور مختلف نیک سیرت دوستوں اور بزرگوں کی شہادتوں پر مبنی ہیں،اگراِن واقعات کو بیان کرنا شروع کروں موضوع بہت طویل ہو جائے گا۔

خود حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی محافل و مجالس میں جن وانس ملائکہ رجال الغیب تو ایک طرف انبیاء ،اولیاء اور صحابہ کرام کا تشریف لانا بھی ثابت ہے سند اور برکت کے طور پر ایک واقعہ حضور غوث اعظم کی ظاہری حیات اور ایک آپ کی حیات بعد از وصال سے بیان کرتا چلوں مثلاً '' ایک روز حضور غوث پاک خطاب فرمارہے تھے اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے منبر کے پاس بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اہل مجلس سے فرمایا خاموش ہو جاؤ آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور شیخ علی بن ہیتی کے سامنے باادب کھڑے ہو کر اِن کو دیکھتے رہے۔جب شیخ علی بن ہیتی خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ '' آپ نے خواب میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' آپ نے فرمایا: میں اِسی لیے باادب کھڑا ہو گیا تھا پھر آپ نے پوچھا کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کیا نصیحت فرمائی؟ تو کہا کہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت اقدس میں حاضری کو لازم کرلوں۔" بعدازیں لوگوں نے شیخ علی بن ہیتی سے دریافت کیا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فرمان مبارک کا کیا مطلب تھا کہ "میں اسی لیے باادب کھڑا ہو گیا تھا" تو شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا آپ اس کو بیداری میں دیکھ رہے تھے۔" معلوم ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے ظاہری زمانہ حیات میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کی مجلس میں تشریف لاتے تھے۔

حضرت علی، حضرت اویس قرنی، خواجہ بہاؤالدین اور خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہم کی محفل گیارہویں میں تشریف آوری:۔

"حکیم الامت حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات مرزا مظہرِ جانِ جاناں سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ اور حضرت جنید رضی اللہ عنہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں، استغناء ما سِوا اللہ اور کیفیات فنا آپس میں جلوہ نما ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ سیّدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے استقبال کے لیے جا رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال شخصیت بھی ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت و عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اُویس قرنی ہیں پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا "یہ سب آج حضور غوث الثقلین کے عرس کی تقریبات میں شمولیت کے لیے تشریف لائے ہیں۔"

(کلمات طیبات شاہ ولی اللہ، بحوالہ: برکاتِ گیارہویں شریف از شیخ القرآن فیض احمد اویسی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں؛

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

بارگاہِ غوثیت سے درود شریف کی اجازت

تاجدارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بزمِ شاہِ جیلاں میں تشریف آوری کے واقعات سے دل کی تشنگی تو دور ہوتی چلی گئی جسکا ذکر پچھلے صفحات پر اِن الفاظ سے گزرا: "کیا معلوم بارگاہ غوثیت مآب میں ماہانہ محفل گیارہویں قبول ہوتی بھی ہے یا نہیں"

آپ سرکار کی شفقت اور محبت نے دل کو نہ صرف تسلی دی بلکہ یقین کی نعمت سے نوازتے ہوئے یہ سمجھایا صرف قبولیت کی کیا بات کرتے ہو ہم تو وہاں خود موجود ہوتے ہیں اور محفل تو پہلے دن سے ہماری زیر سرپرستی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے ہاں بلکہ ایک بات اور سنو اس پروگرام کو کچھ اس طریقے سے ترتیب دو کہ :-

"ہماری بارگاہ میں آنے سے پہلے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو"

مکمل واقعہ بیان کرنے سے پہلے میں اس کا کچھ سیاق و سباق بیان کر دوں کہ ابتدا میں محفل کا پروگرام کچھ اِس ترتیب سے ہوتا کہ نماز مغرب کے بعد تلاوت قرآن کریم سے محفل کی ابتدا ہوتی بعد از تلاوت سرورِ کونین تاجدارِ دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت نعت شریف کی صورت پیش کیا جاتا۔ پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں مختلف موضوعات خصوصاً شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اولیاء اللہ کے فضائل و مناقب اُنکی بزرگی روحانیت و طریقت کے دقیق مسائل پر گفتگو ہوتی ذکر اسم ذات، مراقبہ کی نشست، صلاۃ و سلام، ختم شریف اور دعا کے بعد سنت طریقہ پر ہاتھ دھلا کر دستر خوان بچھا کر لنگر شریف کھلایا جاتا۔ مگر ۱۹ دسمبر ۲۰۰۶ء خواب میں حضور غوث اعظم بندۂ ناچیز کو فرماتے ہیں: "ہماری بارگاہ میں آنے سے پہلے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو" تب سے آپ سرکار کے حکم کے مطابق محفل کے پروگرام میں تبدیلی کر دی گئی اور ایک کرسٹل کی بوتل میں لکڑی کی تسبیح کے پانچ ہزار دانے رکھ دیئے گئے جو آغازِ محفل میں تمام دوستوں کے سامنے درود شریف پڑھنے کی خاطر بکھیر دیئے جاتے۔ رہی بات کہ اُس وقت محفل میں دوستوں کی کثرت سے پانچ دس منٹ میں کم و

بیش سوالاکھ مرتبہ بھی درود شریف پڑھا جاسکتا تھا تو پھر صرف پانچ ہزار مرتبہ ہی کیوں پڑھا جاتا ؟اصل میں بات یہ ہے کہ بزرگوں کی زبان سے نکلے ہوئے جو حروف یا اعداد ہوں فتح اور برکت اُسی میں ہوتی ہے کیونکہ جو تالا پانچ دندانے والی چابی سے کھلتا ہو اگر اس میں اپنی مرضی سے چھ دندانے والی چابی ڈال دیں تو وہ کبھی نہیں کھلے گا بلکہ بعض اوقات چابی کو تالے میں فقط داخل ہونے کے لیے بھی مقررہ دندانے ہی کام آتے ہیں۔

حضرت خواجہ حسن رسول نُما کا واقعہ ''تربیتُ العشاق'' میں لکھاہے کہ ایک مولوی صاحب ان کے مرید تھے جو کہ سخت غربت میں زندگی گزار رہے تھے۔ان کی بیوی ان کو سخت سست کہتی رہتی اور اُن سے بار بار کہتی کہ جاؤ اپنے پیرومرشد سے کچھ پڑھنے کے لیے پوچھو۔جب مولوی صاحب اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا تم کیوں اپنی بیوی سے مجھے برا بھلا کہلواتے ہو، رات کے پچھلے پہر ''یَابَابُ'' کا وظیفہ پڑھا کرو،اب وہ تو تھے مولوی،اپنے علم کے بل بوتے پر دل میں سوچنے لگے حضرت نے ''یَابَابُ''غلبہ حال میں کہہ دیا ہو گا۔ وہ ''یَاوَھَّابُ'' کہنا چاہتے ہوں گے۔ چنانچہ مولوی صاحب ''یَابَابُ'' کی بجائے ''یَاوَھَّابُ'' پڑھنے لگے۔جب بیس ۲۰ دن وظیفہ پڑھنے کے بعد بھی کچھ اثر نہ ہوا تو بیوی نے پھر چلانا شروع کر دیا۔ چنانچہ مولوی صاحب دوبارہ سے اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں دیکھتے ہی حضرت خواجہ حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا؛ تمہاری بیوی خواہ مخواہ مجھے برا بھلا کہتی ہے حالاں کہ قصور تو خود تمہارا اپنا ہے۔تم تو ''یَاوَھَّابُ'' پڑھتے رہے جبکہ ہم نے تمہیں ''یَابَابُ'' پڑھنے کو کہا تھا۔ جاؤ اب ''یاببویا'' پڑھو اور اب کے بار علمیت بکھیری تو ڈنڈا مار کے تمہارا سر پھوڑ دوں گا۔

مولوی صاحب رات کو چار بجے اٹھے اور سوچ میں پڑ گئے۔کافی دیر اپنے ''علم کی ہاں اور نا'' کی کشمکش میں رہے۔آخر انہوں نے ''یاببویا'' پڑھنا شروع کر دیا،ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ بادشاہ کے آدمی نے دروازے پر دستک دی اور کہا ''بادشاہ سلامت نے تمہیں یاد فرمایا ہے'' یہ سن کر وہ اور بھی ڈر گئے کیونکہ بادشاہ کا دستور تھا کہ جس کسی کو قتل کرنا مطلوب ہو تا رات کو بلوا کر چپکے سے قتل کرا دیتا

تاکہ لوگوں کو اس کا علم نہ ہو۔اب وہ بیوی بچوں سے رخصت ہوئے، گھر میں کہرام مچ گیا سب رو رہے تھے۔جب بادشاہ کے پاس پہنچے تو اس نے روشنی میں دیکھ کر کہا: "ہاں یہی ہیں جاؤ انہیں غسل کراؤ اور اچھے کپڑے پہنا کر ہمارے سامنے لے آؤ"۔اب مولوی صاحب نہا دھو کر زرق برق لباس پہنے ہوئے بادشاہ کی خدمت میں پیش ہوئے، مگر شش و پنج میں تھے کہ جانے کیا حکم نافذ ہوتا ہے، لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب بادشاہ نے یہ کہا؛ آج سے آپ ہمارے شہزادہ کے اتالیق ہیں اتنی جاگیر اتنے گھوڑے اور اتنے ہاتھی آپ کی نذر ہیں اب آپ یہیں رہیں گے۔جب ملکہ کو معلوم ہوا تو اس نے بھی پچاس ہزار اشرفیاں ان کے پاس بجھوا کر کہلوا بھیجا یہ معاملہ اچانک ہوا ہے اس لیے فی الحال اسے قبول فرمالیں، اس کے بعد بادشاہ نے مولوی صاحب سے دریافت کیا یہ حضرت حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کون بزرگ ہیں کہاں رہتے ہیں؟ تاکہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکوں تعجب ہے کہ میری مملکت میں رہتے ہیں اور مجھے علم نہیں، مجھے رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ فلاں مولوی صاحب کو اپنے لڑکے کا استاد مقرر کردو کیونکہ ہم حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کی بات نہیں ٹال سکتے۔قصہ تو لمبا ہے مگر مختصر یہ کہ حضرت خواجہ حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب کو یہ بتایا کہ جب تم اس شش و پنج میں تھے کہ "یا بویا" پڑھوں یا نہ پڑھوں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری کیفیت دیکھ کر تبسّم فرما رہے تھے، میں نے آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش دیکھ کر موقعہ غنیمت جانا اور عرض کیا حضور بادشاہ کو حکم فرمائیں کہ اس کو اپنے بیٹے کا استاد مقرر کرلے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہ کو خواب میں یہ حکم دیا کہ اس شخص کو اپنے بیٹے کا استاد مقرر کرلو چنانچہ معلوم ہوا کہ اولیا اللہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جو بھی حروف یا اعداد ہوں فتح کا دروازہ اُسی سے کھلتا ہے۔

اللہ والوں کی زبان سے جو بھی الفاظ ادا ہو جائیں مالک ارض و سماء ان کی لاج رکھتا ہے اور فتح و کامیابی کو اِن کلمات سے جوڑ دیتا ہے، ممکن ہے کہ فقط علومِ ظاہری تک دسترس رکھنے والے علما و مفتیان کے نزدیک ان الفاظ کا قواعد و گرائمر سے کوئی واسطہ نہ ہو مگر اللہ کے محبوب بندوں کی زبان سے جو کلمہ ادا ہو جائے وہی اسم اعظم ہے۔حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فیض یافتہ شیخ بقاء بن

بطو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں تین فقہاء آپ کی زیارت کی نیت سے آئے۔اور آپ کی امامت میں نماز ادا کرتے ہوئے آپکی قرآت کو اپنے معیار کے مطابق نہ پا کر کچھ بد ظن ہو گئے۔بزرگوں کا فرمان ہے کہ اولیا کی بارگاہ میں صرف زبان ہی نہیں دل کو بھی قابو میں رکھنا چاہیے خیر جب وہ تینوں رات کو سوئے تو تینوں کے تینوں فقہاء کو احتلام ہو گیا جب قریب ہی ایک نہر میں غسل کی نیت سے اپنے کپڑے اتار کر داخل ہوئے تو ایک شیر اُن کے کپڑوں پر آ کر بیٹھ گیا۔خوف اور سردی کی شدت سے جب تینوں کو اپنی ہلاکت کا خطرہ پیدا ہوا تب ان حضرات کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اپنے دلوں میں ندامت محسوس کر کے توبہ کی تو شیر نے کپڑے چھوڑ دیئے۔جب کپڑے پہن کر شیخ بقا بن بطو کی خانقاہ میں واپس آئے تو اسی شیر کو حضرت کی خانقاہ میں حضرت کے قدموں میں لوٹتے دیکھا حضرت شیخ اُس شیر کو اپنی آستین سے مارتے ہوئے فرمانے لگے :۔ "تو نے ہمارے مہمانوں سے کیوں تعارض کیا؟ گو انہیں ہماری ذات سے بد ظنی تھی" اور جب وہ شیر چلا گیا تو آپ نے ان فقہا سے فرمایا "تم لوگ زبان کی اصلاح کرتے ہو ہم دلوں کی اصلاح کرتے ہیں"۔

اللہ تبارک و تعالی اہل محبت و اہل دل کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو ایسی قبولیت بخشتا ہے کہ بعض اوقات نظامِ کائنات میں بھی اُس وقت تک پیش رفت نہیں ہو سکتی جب تک ان اللہ والوں کے الفاظ دہرا نہ لیے جائیں۔ مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہٗ اذان میں تلفظ "ش" کی بجائے "س" پڑھتے تھے اور منافقین زبان طعن کھولتے، لہٰذا صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ کسی اور کو مقرر فرمادیں پس کسی اور صحابی نے اذان پڑھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ فرماتا ہے اگر بلال نے اذان نہ دی تو قیامت تک سورج نہ نکالوں گا۔

راقم الحروف کی ملاقات ایک سیّد پیر صاحب سے ہوئی جن کے پیرو مرشد نے انہیں کسی روحانی منزل کے حصول کی خاطر غالباً گیارہ مرتبہ سورۃ یسین شریف کا وظیفہ روزانہ پڑھنے کو بخشا تھا۔ان پیر صاحب نے اپنی مرضی سے سورۃ یسین کو چالیس مرتبہ یا شائد اس سے بھی زیادہ روزانہ پڑھنا شروع کیا مگر معاملات حل ہونے کی بجائے بگڑنے لگے۔ جب اُن کی ایک صاحب حال بزرگ سے ملاقات ہوئی

انہوں نے فرمایا جاؤاور وہی گیارہ کے عدد میں سورہ یٰسین کا عمل پڑھو جو تمہارے پیرومرشد نے تمہیں بخشا تھا معاملات تبھی کھلیں گے۔اب جب انہوں نے رجوع کیااور گیارہ مرتبہ پڑھناشروع کیاتو چند ہی دنوں میں کامیاب ہوئے۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے"ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریا دجلہ پر تشریف لائے اور "یااَللہ" کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا۔ اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں؟۔ فرمایا! یا جنید! یا جنید! کہتے ہوئے میرے پیچھے پیچھے چلتے چلے آؤ۔ اُس نے آپ کے فرمان کے مطابق ایسے ہی کیااور یا جنید! یا جنید! کاورد کرتے ہوئے آپ ہی کی طرح دریا کے پانی پر چلنے لگا،جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یااللہ کاورد کر رہے ہیں اور تجھ سے یا جنید کہلوارہے ہیں۔تو بھی "یا جنید" کی بجائے یااللہ کاورد کر۔اُس نے یااللہ کاورد شروع کیاتو ساتھ ہی غوطہ کھایااور ڈوبنے لگا۔پکارا حضرت میں ڈوب رہاہوں مجھے بچالیں! فرمایا پھر سے وہی ورد کر، یا جنید! یا جنید!۔وہ پھر اُسی ورد سے پانی پر چلنے لگا اور ڈوبنے سے بچ کر کنارے پر پہنچا۔عرض کی حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ "اللہ" کہیں توپار ہوں اور میں "اللہ" کہوں تو غوطہ کھاؤں؟

فرمایاارے نادان! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

پس ثابت ہوا کہ برکت اور فیض اُسی اسم یا عدد میں ہے جو بزرگوں کی زبان سے جاری ہو چنانچہ محفل شروع کرنے سے پہلے شماروں پر" صرف پانچ ہزار مرتبہ "ہی درود شریف پڑھنے کاآغاز کر دیا گیا۔اسی خواب میں آپ مجھے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات بھی دِکھاتے ہیں۔ پھر آپ سرکار مجھے ایک ایسی جگہ لے گئے جہاں بڑے بڑے پرندے حنوط کیے گئے تھے حضور غوث اعظم اُن پرندوں کی طرف اشارہ کرکے مجھے فرمانے لگے؛

"یہ وہ سرکش اور شیطان جنات ہیں جن کو ہم نے اپنی زندگی میں قید کیا تھا"

ان سب پرندوں (جنّات) کے چہرے مہرے، خدوخال نمایاں تھے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا جیسے انسان مادام تساؤکے میوزیم میں آگیاہو جیسے ابھی کوئی مومی مجسمہ آپ سے باتیں شروع کر دے گا۔ یا پھر یوں دہشت محسوس ہوتی جیسے چینی تہذیب کی ٹیراکوٹاآرمی (Terracotta Warriors) کھڑی ہے۔ ٹیراکوٹا آرمی پرانی چینی روایات کے مطابق پتھر کے ہزاروں فوجیوں پر مشتمل ایک لشکر تھا جسے نہایت کاریگری سے تراشا گیاہوتااور وہ اسقدر اصل محسوس ہوتا جیسے کہ شائد ابھی حرکت شروع کر دے گا۔

خواب میں دل ہی میں سوچتاہوں اِن جنّات کو قید ہوئے تقریباًہزار سال ہو گئےاگر ان پر فُلاں فُلاں عمل فلاں فلاں طریقے سے پڑھاجائے تو یہ آزاد ہو سکتے ہیں، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ میرے دل کی بات پر آگاہی فرماتے ہوئے فرمانے لگے "ہر گز نہیں ہماری مرضی کے بغیر کوئی انہیں آزاد نہیں کر سکتا" بندۂ ناچیز آپ کا فرمان سن کرادب سے سر نیچے کرلیتاہے۔"

لہٰذا ۱۹ دسمبر ۲۰۰۶ء کا یہ دن بندہ کی زندگی میں بڑی اہمیت کا حامل ہے یہ وہ مبارک دن تھا جس دن بندۂ ناچیز کو بلا واسطہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے درود پاک کی اجازت حاصل ہوئی۔ اہل طریقت اجازت کی اہمیت وافادیت سے بخوبی واقف ہیں کہ خود رو پودا پتے اور کانٹے تو لاتا ہے پھل اور پھول نہیں۔ اجازت کی اہمیت پر تفصیل بندہ کی کتاب مجرباتِ محسن کے صفحہ ۷۵،۷۶ پر دیکھیں۔ ویسے بھی درود شریف سے حضور غوث پاک سرکار رضی اللہ عنہ کی محبت کا اندازہ آپ سرکار کے اِس شعر سے بھی لگایا جاسکتاہے؛

چوں ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاک لحد　　　توبشنوی صلوات از جمیع ذراتم

قبر میں میرے جسم کا اگر ریزہ ریزہ ہو جائے تب بھی آپ میرے جسم کے تمام ذروں سے درودوسلام کی آواز سنیں گے

لہٰذا جس دن سے آپ سرکار شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں درود شریف کی اجازت فرمائی "ہماری بارگاہ میں آنے سے پہلے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو" اُس دن سے نہ صرف محفل گیارہویں شریف کے آغاز پر پانچ ہزار مرتبہ درود شریف شروع کیا گیا بلکہ ازروئے حفظ ماتقدم حضور

غوث اعظم کی محبت اور ادب کی وجہ سے بندۂ ناچیز نے بھی بذات خود حتی الوسع یہ کوشش کی کہ بلا ناغہ درود خضری کی پانچ تسبیحات کے ساتھ ساتھ صلوٰۃ ذاتیہ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ" بھی پانچ ہزار مرتبہ پڑھا جائے اور شائد بلکہ یقیناً حضور غوث اعظم کے فرمان کے مطابق عمل کرنے کی ہی یہ برکت تھی کہ ۲۱مارچ ۲۰۱۰ء بندۂ ناچیز کو یہی درود پاک پانچ ہزار مرتبہ پڑھتے ہوئے کھلی آنکھوں سے حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔

پانچوں کی پانچوں تعبیریں: چنانچہ مختلف جہتوں سے اِس خواب کی پانچ تعبیریں بندۂ ناچیز کے ذہن میں القاء کی گئیں جو کہ پانچوں کی پانچوں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مِن وعَن پوری ہوئیں اوّل تو یہ کہ صرف محفل گیارہویں شریف شروع کرنے سے پہلے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا جارہا ہے تو الحمد للہ اُسی ماہ سے اس پر عمل کیا گیا اور ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ محفل کے آغاز میں پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا جانے لگا۔ دوئم یہ کہ کہیں اس میں بندۂ ناچیز کو خود سے روزانہ پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم نہ ہو۔ الحمد للہ چونکہ بندہ کا کوئی ایک دن بھی آپ کے ذکر، خیال، تصور سے خالی نہیں۔ کوئی دن نہیں جاتا جب آپ کے احسانات کا ذکر کرکے بندہ سکونِ قلبی حاصل نہ کرتا ہو، کوئی رات نہیں جاتی جب دل میں آپ کی یادوں کی محفل نہ سجتی ہو۔ پس اس لیے دل میں خیال آیا کہ شائد آپ رضی اللہ عنہ نے اسی حاضری کو قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ہماری بارگاہ میں آنے سے پہلے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو" تیسری تعبیر یہ کہ بغداد شریف حاضری نصیب ہو گی اور جب حاضری نصیب ہو تو جتنے دن بغداد میں قیام ہو بلا ناغہ ہمارے دربار عالی مقام پر حاضر ہونے سے پہلے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر حاضر ہونا، لہٰذا جب ۳۰دسمبر ۲۰۱۰ء بندۂ ناچیز کو بغداد شریف کی حاضری نصیب ہوئی تو بلا ناغہ پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر ہوٹل سے نکلتا اور باب الشیخ میں حاضر ہوتا۔ چوتھی تعبیر ذہن میں یہ آئی کہ تم کھلی آنکھوں اگر ہمارا دیدار چاہتے ہو تو پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر دیدار کرلینا۔ جس کا ذکر پچھلے صفحات پر گزرا کہ آپ نے بندہ کو حاضر و ناظر اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ پانچویں تعبیر ذہن میں یہ تھی کہ

جب بھی ہماری مجلس میں حاضری کا جی چاہے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا کھلی آنکھوں کے ساتھ ساتھ مراقبہ میں بھی روحانی حاضری نصیب ہو گی۔ (جس کا ذکر ان شاءاللہ آگے آئے گا)۔

محفل گیارہویں شریف کی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں قبولیت

اگرچہ یہ محفل جو کہ حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حکم پر شروع کی گئی تھی اور اب اس میں آپ ہی کے حکم پر ۱۹ دسمبر ۲۰۰۶ء سے پانچ ہزار مرتبہ درود شریف کا آغاز کر دیا گیا تھا، شائد یہ اِسی درود شریف ہی کی برکت تھی کہ اس محفل کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بھی پسند دید گی اور شرف قبولیت کی سند بھی عطا ہوئی ۲۰۰۹ء کی بات ہے ایک دوست ارشد محسنی نے ایک بڑا مبارک خواب دیکھا جو اُنہی کے لفظوں میں لکھا جاتا ہے؛ ''خواب دیکھتا ہوں میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوں مگر اچانک کرسی سے گر گیا ہوں، ایک بزرگ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھا دیا، میں عرض کرتا ہوں آپ کون ہیں؟ فرمایا کیا تم مجھے نہیں جانتے؟ میں اِس اُمت کا نبی (ﷺ) ہوں، پھر فرمایا؛ ''تم (اپنے پیر و مرشد کے آستانے پر ہونے والی) محفل گیارہویں شریف میں کیا کرتے ہو؟'' اور خواب ختم ہو گیا۔ بیدار ہونے کے بعد میرے دل میں یہ خیال شدت اختیار کر گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے آستانہ محسنیہ پر ہونے والی محفل گیارہویں شریف میں خدمت کا حکم فرما رہے ہیں۔ چونکہ مختلف پیر بھائی بزم شاہ جیلاں میں کچھ نہ کچھ ہدیہ لنگر شریف میں ڈالتے ہیں تو میں نے بھی اسی ماہ سے محفل کے لنگر شریف میں ہدیہ ڈالنے کا ارادہ کر لیا۔ جب ارشد نے اپنا یہ خواب سنایا تو میرے دل کو ایک عجیب سا اطمینان اور سکون ملا کیونکہ جہاں تاجدار ولائیت شہنشاہ اولیاء نے اس محفل کو قبولیت عطا فرمائی تھی اب روح کن فکاں، سیّد الانبیاء وجہ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اس محفل کو قبولیت کی بشارت عطا فرما دی تھی کہ الحمد للہ محفل آپ ﷺ کی بھی خصوصی توجہ اور نظر میں ہے۔

جو اِن کو پسند وہ مجھے بھی پسند

۳۰مارچ ۱۹۹۷ بروز اتوار خالہ کی بیٹی کے عشق میں گرفتار ۱۹سالہ خوبصورت دبلا پتلا کلین شیو فسٹ ائیر کا طالبعلم محمد عتیق الرحمٰن نامی نوجوان بندۂ ناچیز کے غریب خانے پر حاضر اس بات سے بے خبر کہ اب عشق مجازی چھوڑ کر عشق حقیقی کے قلزمِ محبت میں غوطہ لگانے جارہا ہوں۔ جیسا کہ مرد ابریشم میں بانو قدسیہ نے کہا تھا'' کچھ فقیر جوانی میں عشق مجازی کی ٹھوکر کھا کر ایسے دل برداشتہ ہوتے ہیں کہ پھر انہیں ساری دنیا ٹھکرا کر ایک اللہ کی ذات کا تکیہ رہ جاتا ہے۔ مخلوق ان کی تلاش میں بالکل ویسے رہتی ہے جیسے یہ کبھی اپنے مجازی محبوب کے دیدار کے لیے دیوانہ وار پھرتے تھے۔یہ محبت کا ایک گرڈ اسٹیشن بن جاتے ہیں جس سے کئی علاقے کئی بستیاں روشن ہوتی ہیں۔ان کی باتوں سے راضی برضا رہنے کی خوشبو آتی ہے ان کے چلنے پھرنے میں عاجزی عبادت میں اللہ سے وصل کی خواہش ہوتی ہے۔یہ خلق سے چھپ کر بسر کرنا چاہتے ہیں مگر لوگ انہیں ڈھونڈ نکالتے ہیں''۔

خیر ! حضرت چلے تھے کسی نازنین آزاد حسینہ کو اپنی زنجیر محبت میں قید کرنے، وہ تو آزاد پنچھی ان کی محبت کے پنجرے میں نہ قید ہونا تھا نہ ہو سکا۔ مگر آپ جناب کو قید کروادیا وہ بھی کسی زلفوں والی نازنینہ کے نہیں بلکہ داڑھی والے بابے کی محبت کے پنجرے میں۔ظاہر ہے جو جیسا کرئے گا ویسا بھرے گا کے مصداق یہ حضرت خود ہی بیعت کی زنجیر سے قید ہو بیٹھے۔ مختصراً یہ کہ قادر مطلق جس کو قبول فرمائے۔ کچھ ہی دنوں میں دنیا نے یہ منظر دیکھا بیس سالہ عتیق اب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت میں گرفتار ہو چکا تھا چہرہ سنت رسول، سر پگڑی اور جسم سفید لباس سے سج چکا تھا۔ راتیں درود شریف اوراد و وظائف تہجد سے گزرتیں تو دن اپنی پر سوز آواز میں سامعین کے دل و دماغ کو معطر اور آنکھوں کو پر نم کرتے نعت شریف پڑھتے گزرتے، بلبل لاہور کا خطاب بھی حاصل کیا لوگ اپنی محافل اور جلسوں میں نعت شریف کی فرمائش کرتے۔ خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی حضور داتا گنج بخش تو کبھی حضور غوث اعظم اپنی زیارت سے نوازتے۔

بات چونکہ حضور غوث اعظم کے احسانات کی چل رہی تھی اس ضمن میں عرض کرتا چلوں کہ حضور غوث اعظم بندۂ ناچیز کو عتیق کے ذریعے ایک اور بشارت عطا فرماتے ہیں جسکا ذکر عتیق ہی کی زبان میں لکھ رہا ہوں؛ ۲۷ اپریل ۲۰۰۷ء بروز بدھ، میں خواب میں خود کو قبلہ پیرومرشد کے دائیں جانب کھڑا دیکھتا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک قلم اور رجسٹر ہے جس میں آپ کے فرمودات لکھ رہا ہوں۔اتنے میں سامنے سے حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لاتے ہیں اور آپ قبلہ پیرومرشد کو دیکھتے ہوئے مجھے فرماتے ہیں؛"جو اِن کو پسند وہ مجھے بھی پسند"...................

آہ! کہاں بادشاہ کی چوکھٹ پر بیٹھنے والا ایک کتا اور کہاں دربار میں تخت پر بیٹھا بادشاہ۔ کہاں انتہائی گہرائی اور نہ ختم ہونے والی وسعتوں کا سمندر اور کہاں مجھ جیسا ایک حقیر قطرہ۔ تڑپتے پھڑکتے دل کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا شعر یاد آیا؛

تجھ سے در، در سے سگ، اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

کچھ بڑی بات نہیں کہ دریا نہریں نالیاں قطرے تو سمندر کی طرف کشش رکھتے ہی ہیں مگر بات تو تب ہے کہ قطرے کو خود سمندر گلے لگالے۔ باباجی صاحب فرماتے ہیں؛

قطرہ جے جاوے بحرول ایہہ وی تے ہے کمال پرتاں مزہ اے بحر جے قطرے نوں آملے

بندۂ ناچیز کے متعلق حضور غوث اعظم کا یہ فرمانا"جو اِن کو پسند وہ مجھے بھی پسند" من آنم کہ من دانم، کبھی اپنے آپ کو دیکھتا ہوں تو کبھی حضور غوث اعظم کے فرمان کو، اور پھر کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی بشارت کی تصدیق کرتے ہوئے سند عطا فرمادی کہ جو تم کو پسند وہ مجھے بھی پسند، ہوا یوں کہ ۲۰۰۸ء میں قریبی دوستوں میں سے بیعت ہونے والے نیٹ ورک لیزنگ کے مینیجر محمد رفیق بھٹی پر انکی لیزنگ کمپنی کے ایک پٹے دار (lessee) ڈاکٹر محمد وقاص نے ذاتی دشمنی کی بنا پر تھانے میں ۴۰۶ کا پرچہ درج کروا کر ۲ جولائی ۲۰۰۸ء اُن کو حوالات میں بند کروادیا۔اس

نوعیت کے مقدمات کی ضمانت آسانی سے ایک آدھ دن میں ہو جایا کرتی ہے مگر عجیب معاملہ تھا کہ نامور وکلاء کے باوجود دوست احباب نے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیا مگر ضمانت نہ ہو سکی، کسی دن جج چھٹی پر چلا جاتا تو کبھی اتوار کا دن آ جاتا اور کسی دن وکلاء کی ہڑتال ہوتی جس دن عدالتیں کھلتیں اور جج صاحب فائل کھولتے تو فرماتے یہ میری نہیں بلکہ فلاں عدالت کا کیس ہے اس کو تو وہاں دائر ہونا چاہیے تھا، جب بھاگم بھاگ وہاں پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ عدالت کا وقت ہی ختم ہو چکا اب اگلے دن سنوائی ہو گی۔ الغرض اسی کشمکش میں پورے دس دن گزر گئے۔ میں پریشان تھا کیونکہ اگلے روز ماہانہ ختم گیارہویں شریف کی محفل تھی اور محمد رفیق بھٹی جب سے بیعت ہوئے کبھی گیارہویں شریف سے غیر حاضر نہ رہے تھے، سوچتا تھا کہ کل وہ محفل میں شامل ہو بھی پائیں گے یا نہیں؟ اسی پریشانی میں سو یا تو صبح یعنی جس دن محفل گیارہویں شریف تھی حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ میں عصا ہے اور آپکے سامنے زمین پر ایک تھیلا یا بوری موجود ہے، اپنا عصا بوری کو لگاتے ہوئے مجھے فرمانے لگے ”لو اس کو لینا چاہتے تھے لو اس کو لے لو“ جب میں نے دیکھا تو اس بوری میں سے رفیق بھٹی باہر نکل رہے تھے۔ جب آنکھ کھلی تو صبح کے تقریباً دس بج رہے تھے ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ یہ کیا خواب دیکھا اتنے میں موبائل کی گھنٹی بجتی ہے حاجی عابد حسین صاحب کا فون آتا ہے کہنے لگے: حضور! مبارک ہو، رفیق صاحب کی ضمانت ہو گئی۔ یوں مورخہ ۱۳ جولائی ۲۰۰۸ء کو ان کی ضمانت ہوئی مگر ایک عجیب بات جو دوستوں کی سمجھ میں نہ آ سکی وہ یہ تھی کہ رفیق صاحب پورے گیارہ دن ہی کیوں حوالات میں بند رہے؟ اور اُن کی ضمانت گیارہویں دن ہی کیوں ہوئی؟ اور جس دن وہ حوالات سے باہر آئے اتفاق سے اسی دن گیارہویں شریف کی محفل تھی اور گیارہویں والے پیر نے ہی خود ان کو اس بوری (جیل) سے رہائی دلوائی۔

اسی طرح جب میں نے احمد کا ایڈمیشن لاہور گرامر سکول (L.G.S) میں کروانا تھا میں نے رفیق بھٹی صاحب سے کہا کہ آپ احمد کا ایڈمیشن ایل جی ایس میں کروا دیں تمام کاغذی کاروائی پوری ہو گئی اور رفیق صاحب نے اپنے دوست جو ایل جی ایس میں بڑی اچھی پوسٹ پر فائض تھے اُن کو بھی کہہ دیا مگر

ایڈ میشن نہ ہوا اور کام لٹکتا چلا گیا۔ عتیق اور رفیق صاحب نے ڈیڑھ دو ماہ ایل.جی ایس کے چکر لگائے مگر کام نہ بنا۔ ایک رات میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ "حضرت بابا جی فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ایل جی ایس کی گراؤنڈ میں موجود ہیں اور اُن کے پاس مختلف قسم کی فائلیں ہیں اتنے میں حضور غوث اعظم بھی مجھے خواب میں نظر آتے ہیں آپ نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کیا یہ کام ہو گیا ہے (حیرانی سے)؟ تو بابا جی فرید الدین فرمانے لگے نہیں تو آپ سرکار فرماتے ہیں اچھا ٹھہرو انتظار کرو ہم خود آتے ہیں" اس خواب کے بعد احمد کا ایڈ میشن ہو گیا۔

سفرِ بغداد میں حضور غوث اعظم کی خلافت و اجازت

۲۰۱۰ء کی بات ہے ایک دوست غلام مصطفیٰ بندۂ ناچیز کو فرمانے لگے حضور! میری خواہش ہے آپ خواجۂ خواجگان حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دے کر مجھے اس سفر کے تمام اخراجات اور انتظامات کی سعادت عطا فرمائیں۔ بندۂ ناچیز کے عملیات میں تو پہلے سے ہی دست بستہ مزارات انبیاء و اولیاء کی حاضری شامل تھی سوچا شائد آپ سرکار کا بلاوا ہے، اور پھر بلا بھی اپنے ہی خرچ پر رہے ہیں بھلے اسکا سہرا غلام مصطفیٰ کے حصے میں جائے، اور کیا چاہیے تھا فوراً ہاں کر دی، لہٰذا غلام مصطفیٰ نے تاشقند، سمرقند، بخارا کے ہوٹلز کے ساتھ بات چیت شروع کر دی۔ ابھی ازبکستان کی تیاریاں جاری تھیں کہ ایک دن خواب میں بندہ کو وہاں آنے سے منع فرما دیا گیا، صبح جب بیدار ہوا تو بہت پریشان تھا عظمیٰ سے مشورہ کیا، اُس نے کہا آپ ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ وہاں کی تیاری جاری رکھیں۔

۱۵ جون ۲۰۱۰ء تک تقریباً تمام کام مکمل ہو چکا تھا، غالباً اگلے روز ہوٹلز کی روم ریزرویشن سے رابطہ کرنا تھا۔ رات جب سویا تو خواب میں خواجۂ خواجگان بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی حاضری نصیب ہوئی وہاں کے تمام برآمدے، رہداریاں، کمرے، مزار مبارک اور حجرۂ خاص کا دروازہ، تالا اور زنجیر حتیٰ کہ مزار سے ملحقہ باغات تک دکھائے گئے اور اس مرتبہ بھی آنے سے اشارۃً منع فرما دیا گیا۔

لہذا غالباً اگلے ہی دن صبح ۱۶ جون ۲۰۱۰ء کو جب سو کر اٹھا بتقضائے ادب ازبکستان کا پروگرام ملتوی کر دیا، لیکن خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کا فیض اور تصرف دیکھ کر اس وقت حیرانگی کی انتہا نہ رہی جب مختلف نیوز چینلز اور اخبارات میں یہ خبریں دیکھیں کہ اُن علاقوں میں فسادات پھوٹ پڑے ہیں کرغیزستان کے ساتھ ساتھ تاجکستان اور ازبکستان میں بھی حالات کشیدہ ہیں ہلاک شدگان کی تعداد ۲۰۰ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اوش شہر کی گلیاں لاشوں سے بھر چکی ہیں مشتعل افراد مکانوں اور دوکانوں کو لوٹ کر آگ لگا رہے ہیں ہمسایہ ملک ازبکستان میں پناہ لینے والے افراد کی تعداد ایک لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے جبکہ ان فسادات میں ایک پاکستانی طالبعلم بھی ہلاک ہو چکا تھا اور پاک فضائیہ کا C-130 طیارہ وہاں سے ۲۶۶ طلبہ کو بحفاظت لے کر چکلالہ ایئر بیس پہنچ چکا ہے۔

چنانچہ بندۂ ناچیز نے اس سال تاشقند، سمرقند، بخارا جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اب بظاہر تو سفر ملتوی ہو چکا تھا مگر بعد میں سمجھ آیا کہ در حقیقت سفر ملتوی نہیں بلکہ صرف اسکا رخ تبدیل کیا گیا تھا کیونکہ اس دوران غلام مصطفیٰ نے مجھ سے پوچھا حضور! اب کیا کروں، میں نے کہا کیا ایسا ممکن نہیں بغداد شریف کا ویزہ لگ جائے؟ اس نے کہا حضور میں ورکنگ کرتا ہوں۔ وہ اپنی ورکنگ مکمل کرتا رہا یہاں تک کہ ۳۰ دسمبر ۲۰۱۰ء کو بندۂ ناچیز اتحاد ایئر لائین کے جہاز پر بغداد شریف کے ایئر پورٹ پر لینڈ کر چکا تھا دل و دماغ حیران تھے کہ جا رہا تھا شہنشاہِ نقشبند کی بارگاہ میں جبکہ پہنچ چکا تھا شہنشاہِ اولیاء کی بارگاہ میں، بلاوہ قصرِ عارفاں کا سمجھے بیٹھے تھے جبکہ بلاوہ تو کہیں اور کا تھا، میرا جانا کہیں اور کا تھا میرا آنا کہیں اور کا، میرا نکلنا کہیں اور کا تھا میرا پہنچنا کہیں اور کا، یہ کونسی کشش تھی جو بخارا کی بجائے بغداد شریف کھینچ لائی تھی۔

پہلا نکتہ تو یہ سمجھ میں آیا کہ سنٹرل سٹیٹس کے نازک حالات کی وجہ سے خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری کی طرف سے ازبکستان آنے کا منع فرما دیا گیا کہ ابھی حالات ٹھیک نہیں پھر کبھی آنا ہو تو آ جانا ویسے بھی جسمانی طور پر نہ سہی روحانی طور پر تو ہماری بارگاہ اور مزار پر حاضری دے ہی چکے ہو، دوسرا یہ کہ تم نہیں جانتے کہ تیاری تو تم بخارا، تاشقند کی کیے بیٹھے ہو مگر ٹکٹ تمہارا بغداد شریف کا کٹ چکا ہے

اور تیسرا یہ کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جب کسی کو اپنے پاس بلانے پر راضی ہو جائیں تو پھر ہم اُس کو اپنے پاس پہلے آنے کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں۔ چوتھا نکتہ خواجہ نقشبند نے یہ سمجھایا کہ پہلے بغداد شریف میں پیرانِ پیر کی بارگاہ میں تو حاضری دے لو پھر موقعہ ملا تو یہاں بھی آ جانا۔ کیونکہ ہم تو خود بھی ان ہی کے فیض یافتہ ہیں۔ ویسے بھی یہ بتاتا چلوں کہ جب خواجہِ خواجگان بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ بغداد شریف غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور پہ حاضر ہو کر مُراقب ہوئے تو سرکارِ غوثیت مآب نے بھرپور توجہ فرمائی، تو آپ عرض کناں ہوئے؛

اَے دستگیرِ عَالَم دَستِ مَرَا بِگِیر دَستِ چُناں بِگِیر کہ گویَند دَستگِیر

یعنی آپ سارے جہان کا ہاتھ پکڑنے والے ہیں میرا ہاتھ بھی پکڑ لیجیے جس کا ہاتھ آپ پکڑ لیں وہ تو خود ہاتھ پکڑنے والا دستگیر کہلاتا ہے۔

تو حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے خوش ہو کر قبر سے جواب مرحمت فرمایا؛

اَے نقشبندِ عالَم نقشِ مَرا بِبَند نقشے چُناں بِبَند کہ گویَند نقشبند

یعنی اے جہان کے نقش کو بند کرنے والے اب میرا نقش بھی بند کر اور ایسا نقش بند کر کہ تجھے نقشبند کہا جائے۔

اس واقعہ کے بعد خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے قلب اطہر پر اسمِ ذات ایسا ثبت ہوا کہ آپ جدھر بھی توجہ فرماتے اسمِ ذات نقش کر دیتے۔ ایک کمہار کی بھٹی پر سے گزرے جس میں مٹی کے برتن پک رہے تھے آپ نے آوے پر نگاہ فرمائی تو تمام برتنوں پر اسم ذات "اَللّٰہُ" نقش ہو گیا، ویسے بھی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ظاہری زمانۂ حیات میں ہی ایک روز بخارا کی جانب اپنے چہرہ کا رخ کرکے درویشوں کو فرمادیا تھا کہ؛ "میرے وصال کے ایک سو ستاون ۱۵۷ سال بعد ایک مرد قلندر پیدا ہو گا جسکا نام محمد بہاءالدین نقشبند ہو گا اور وہ میری خاص نعمت سے فیضیاب ہو گا"۔ البتہ قصہ مختصر، وجہ چاہے کچھ بھی رہی ہو ہم تو چلے تھے ازبکستان کے شہر بخارا مگر جا پہنچے عراق کے صدر مقام بغداد شریف۔

۳۰ دسمبر ۲۰۱۰ بروز جمعرات صبح 10:05 پر ابو ظہبی سے اتحاد ایئر ویز کی پرواز EY555 بندۂ ناچیز کے ساتھ ساتھ بندہ کی اہلیہ عظمیٰ محسن، ایک دوست عامر وحید انکی بیوی شازیہ عامر اور حاجی عابد حسین صاحب کو لیے صبح 11:50 پر بغداد ایئر پورٹ لینڈ کر چکی تھی۔ امیگریشن اور کسٹم سے فارغ ہو کر

ٹیکسی کی تلاش میں باہر نکلے تو بہت بحث اور تکرار کے بعد جب تقریباً ایک سو امریکی ڈالر (جو وہاں کے کم و بیش ایک لاکھ بیس ہزار دینار بنتے تھے) میں ایک ٹیکسی والا ہمیں لے جانے کے لیے تیار ہوا، تو اُس کو کہا بھائی بغداد شریف میں اعظمیّہ کے علاقہ میں باب الشیخ کے نزدیک کسی مناسب سے ہوٹل میں لے چلو، باب الشیخ اصل میں ٹیکسی والے کو سمجھانے کے لیے بولا جاتا ہے باب الشیخ کا سنتے ہی ٹیکسی ڈرائیور آپکو سیدھا حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر انوار پر پہنچا دیتا ہے مثل مشہور ہے " جس نے بغداد نہیں دیکھا اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا" چونکہ اس شہر کے عین وسط سے اپنی عجیب و غریب تاریخ اور داستاں لیے دریائے دَجلہ گزر رہا ہے جو شہر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے، لہٰذا شہر کے ایک حصے کو اعظمین اور دوسرے کو کاظمین کہا جاتا ہے۔ اعظمین اس لیے کہ اس میں دو اعظم اور کاظمین اس لیے کہ اس میں دو کاظم بزرگ تشریف فرما ہیں، یعنی اعظمیّہ میں حضور غوث اعظم اور امام اعظم اور کاظمیّہ میں امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی الجواد کے مزارات ہیں۔ چنانچہ بغداد شریف کی پر نور اور سحر انگیز فضاؤں میں ائیر پورٹ سے مختلف سڑکوں اور علاقوں سے گزرتے ہوئے ہم اعظمیّہ روانہ ہوئے، یہ وہی شہر تھا جسکے متعلق سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

بغداد شہر دی کیا ہے نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہو
ایہناں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگاں باھوؔ کرساں میراں میراں ہو

کم و بیش بہتّر [۷۲] لاکھ آبادی والا عرب دنیا کا دوسرا بڑا شہر اپنی ہزاروں سالہ پرانی تہذیب لیے ہمارے سامنے موجود تھا، امریکہ کے ناجائز قبضے اور ظلم کی وجہ سے وہاں جو حالات پیدا ہوئے ان کا اندازہ ائیر پورٹ لینڈ کرتے ساتھ ہمیں ہو چکا تھا کیونکہ ہر طرف جنگ کی تباہی کے آثار اپنی جگہ بذات خود منہ بولتا ثبوت تھے، نظام زندگی بالکل درہم برہم نظر آیا، بجلی کا نظام نہ ہونے کے برابر، ائیر پورٹ کی

حالت خستہ، ریلوے کا نظام مفلوج، اور وہاں کے لوگوں سے یہ پتا چلا کہ امریکیوں کی بَربَریّت سے وہاں کے ٹیکنکل ہینڈ لوگ مثلاً پروفیسرز، سائنسدان، انجنیئرز وغیرہ چُن چُن کر قتل کیے جا چکے تھے۔ نظام تعلیم بالکل تباہ ہو چکا تھا ہر چند قدم پر جدید اسلحہ اور ماڈرن ٹیکنالوجی سے لیس امریکی چیک پوسٹ نظر آتی تھی۔ مسلم تشخص نشانہ عبرت بن چکا تھا ہمارے سات روزہ قیام بغداد میں ہزاروں کے اجتماع میں بھی شاذ و نادر ہی کوئی داڑھی شریف والا دکھائی دیتا یا پھر مسجدوں اور مزارات پر وہ بھی باریک اور چھوٹی سی داڑھی والا کوئی نظر آ گیا تو آ گیا ورنہ ہم تینوں کی بڑی بڑی داڑھی شریف دیکھ کر وہاں کے مقامی لوگ خوف سے ہمارے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے، کوئی ہوٹل والا ہمیں اپنے ہوٹل میں جگہ دینے کے لیے تیار نہ تھا یہاں تک کہ ایک دن کسی پوش ایریا کے فیملی ریسٹورنٹ میں شوارما لینے کے لیے رکے تو اُس وقت حیرت کی انتہا نہ رہی جب ریسٹورنٹ کی تمام میزیں کرسیاں ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے خالی ہو چکی تھیں والدین اپنے بچوں کو ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے طالبان اور القاعدہ کی باتیں کرتے سنے گئے بلکہ بعض جگہوں پر تو حاجی عابد حسین صاحب پر اُسامہ بن لادن کا شک بھی کیا گیا، جس نے ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا اسامہ بن لادن اتنے کم عرصہ میں اتنا صحت منداور موٹا تازہ کیسے ہو گیا۔

مختلف ہوٹل تلاش کرتے کرتے ہم شارع سعدون سے ہوتے ہوئے محلّہ فردوس و قرمان جا پہنچے یہاں بھی بہت سارے ہوٹل چھان مارنے اور کافی بحث و تکرار کے بعد ہوٹل فندق نازنین کے مینیجر محمد اللیث نے ہمیں تیسرے فلور پر رہنے کے لیے تین کمرے دے دیے۔ راستے میں حضور غوث پاک کا مزار شریف بھی دکھائی دیا ہم جس کے سامنے سے گزرے، لیکن سفر کی تھکاوٹ اور ادب کی وجہ سے اُس روز حاضری نہ دی تاکہ اگلے روز نہا دھو کر ہشاش بشاش ہوش میں حاضر ہو سکیں۔ مگر بخشش و نجات کی سند تو فقط ان کی گلی سے گزر جانے پر ہی مل جاتی ہے۔

جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک نوجوان آیا اور آپ سے عرض کرنے لگا میرا باپ فوت ہو گیا اور میں نے اُس کو آج رات خواب میں دیکھا تو اُس کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا، اُس نے مجھ سے کہا بیٹا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور میرے لیے اُن سے دُعاء طلب

کرو۔ حضور غوث اعظم نے اُس نوجوان سے فرمایا کیا کبھی تمہارے باپ کا میرے مدرسہ سے گزر ہوا تھا؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ خاموش ہو گئے، پھر اگلے دن وہی نوجوان دوبارہ آیا اور عرض کرنے لگا حضور آج رات میں نے اپنے باپ کو بہت خوش دیکھا اُس پر ایک سبز رنگ کا حُلّہ تھا اور اُس نے مجھ سے کہا بیٹا! شیخ عبدالقادر جیلانی کی برکت سے مجھ سے عذاب دور کر دیا گیا اور یہ لباس عطا ہوا، بیٹا تم پر یہ لازم ہے کہ تم اُن کی ملازمت یعنی خدمت اختیار کرو۔ ویسے بھی رئیس المحدثین ملا علی قاری آپ سرکار کا ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسے کے دروازے کے سامنے سے بھی گزر گیا اس کو عذاب قبر میں تخفیف ملے گی" لہٰذا بخشش و نجات کی سند تو اُن کی گلی سے گزر جانے پر ہی مل جاتی ہے۔

خیر ہم جب ہوٹل پہنچے تو غروب آفتاب شام کی سرخیوں کو لیے سیاہ اندھیروں میں تبدیل ہو رہا تھا ہم لوگ چونکہ دو دن کے متواتر سفر اور جاگنے کی وجہ سے بہت تھک چکے تھے اس لیے سامان ہوٹل میں رکھا منہ ہاتھ دھو کر نماز پڑھی تھوڑے سے تازہ دم ہوئے تو قریب ہی بازار میں ایک مطعم الجنّۃ نامی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے چلے گئے، کوئلوں پر بھنے گوشت کی خوشبو سے سارا بازار مہک رہا تھا سوائے باربی کیو کے بازاروں میں کچھ نظر نہ آیا، خیر ہم آڈر لکھوا کر انتظار کر ہی رہے تھے کہ ویٹر نے پانچ عجیب و غریب سوپ کے پیالے اور انواع و اقسام کے سلاد سے سجے پانچ تھال ہم پانچوں کے سامنے لا کر رکھ دیے، ہم نے اس سے کہا بھیا! ہم نے تو سوپ اور سلاد کا آڈر ہی نہیں دیا تو وہ بولا یہ تو اعزازی یعنی (complimentary) ہے، عامر صاحب بے چین ہو کر بار بار کوئلوں کی انگیٹھی پر سیخوں پر لپٹی اور بھنتی ہوئی بوٹیوں کو دیکھنے کے بہانے، بنانے والے کو ہدایات دینے چلے جاتے کہ کہیں وہ ان بوٹیوں کو زیادہ ہی نہ سینک دے اور حاجی صاحب کی طبعیت قابو سے باہر چہرہ خوشی سے لال، مچلتے دل کے ساتھ کبھی دہکتی انگیٹھی کے پاس جاتے تو کبھی واپس ٹیبل پر آ بیٹھتے اور لنگر شریف آیا تو خوشی سے صبر کا دامن چھوڑتے ہوئے اپنے حصے کے ساتھ ساتھ بندۂ ناچیز اور بندہ کی اہلیہ کا بھی سارا حصہ صاف کر

گئے۔ خیر باربی کیو بہت لذیذ تھا اور بھوک بھی زوروں پر تھی خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا چکے تو بغدادی قہوہ پیش کیا گیا، اس قہوہ میں چینی نہیں بلکہ چینی میں قہوہ ملا یا گیا تھا یوں سمجھیں جیسے آدھا گلاس چینی میں آدھا گلاس قہوہ ڈال دیا گیا ہو، لیکن قہوہ پی کر طبعیت سنبھل گئ اور تھکاوٹ جاتی رہی جسم میں کچھ جان آئی ہوٹل واپس پہنچے تو رات کے اندھیرے اور بھی گہرے ہو رہے تھے۔ مگر ہم پاکستانیوں کی طبعیت میں چائے کی کچھ ایسی عادت شامل ہے کہ جب تک چائے نہ پی لیں تشنگی باقی رہتی ہے اسی لیے حاجی صاحب اور عامر وحید صاحب لپٹن کے ٹی بیگ اور نیسلے کا ایوری ڈے پاکستان سے ساتھ لے کر چلے تھے کہ نجانے وہاں چائے ملے نہ ملے اپنا انتظام تو پورا رکھیں، خیر سب نے چائے پی اور اپنے اپنے کمروں میں جا سوئے۔

اگلے دن ۳۱ دسمبر بروز جمعہ غسل کیا پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر، ناشتہ کرکے ٹیکسی لی اور سیدھے باب الشیخ (مزار غوث اعظم رضی اللہ عنہ) پہنچے تو جمعہ شریف کا خطبہ پڑھا جا رہا تھا چونکہ نماز کے دوران روضۂ مبارک کا دروازہ بند کرکے تالا لگا دیا جاتا ہے چنانچہ ہم نے مسجد میں پہلے نمازِ جمعہ ادا کی، نماز جمعہ کے بعد دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت اکیلے بیٹھے مائیک پر "یا" کی ندا کے ساتھ انتہائی سوز و گداز بھری آواز میں درود و سلام پڑھ رہے تھے۔ اُدھر اتنی دیر میں روضہ مبارک کا دروازہ کھل چکا تھا، لہٰذا اُٹھے اور مسجد سے ملحقہ ہال سے گزرتے ہوئے حجرۂ خاص کی دہلیز مبارک کو بوسہ دے کر ہم دنیائے ولایت و معرفت کے شہنشاہ کی بارگاہ میں پہنچ چکے تھے یہاں کی کیفیات، احساسات، اور انوار و تجلیات کا ذکر ان شاءَ اللہ اگلے چند صفحات میں ۳ جنوری کے تحت آئے گا مختصراً یہ کہ مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر ختم شریف پڑھا، مراقبہ اور دعا کے بعد باہر نکلے تو چونکہ اُس دن بارش بہت تھی اس لیے زیارات پر جانے کی بجائے مزار کے باہر مواجہہ شریف والی طرف سے زیتون اور پنیر خرید کر سیدھے ہوٹل واپس پہنچے۔

یکم جنوری بروز ہفتہ معمول کے مطابق پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے بغداد شریف کی دیگر زیارات کے لیے روانہ ہوئے تو ہمارا ٹیکسی ڈرائیور صبحا

عرف صدام حسین ہمیں سیدھا شیخ معروف کرخی کے مزار پر انوار پر لے گیا نام تو اُس ٹیکسی ڈرائیور کا صبحا تھا مگر اُسکی مونچھوں اور چہرے کی مشابہت سابق عراقی صدر صدام حسین سے اسقدر تھی کہ ہم اُسے پیار سے صدام حسین کہہ دیتے، ظہر ہم نے وہیں مزار سے ملحقہ مسجد میں ادا کی، خیر شیخ معروف کرخی کی بارگاہ میں فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو وہاں کے امام صاحب فرمانے لگے میں آپکو نیچے اصل تعویذ کی زیارت بھی کروادوں، بڑی پُراسرار اور تنگ سی سیڑھیاں اُترتے اُترتے ایک چھوڑ، دو چھوڑ جب زمین دوز تیسرے تہہ خانہ میں شیخ معروف کرخی کے اصل تعویذ کے پاس پہنچے تو وہاں دوبارہ فاتحہ پڑھ کر اُس مبارک مقام کی زیارت بھی کی اور بصد احترام بوسہ بھی دیا جہاں حضور غوث اعظم نے چلہ فرمایا تھا، واپس اوپر نکلے تو قبرستان شیخ معروف کرخی میں علامہ سیّد ابوالفضل سیّد محمود آلوسی بغدادی حنفی صاحب تفسیر روح المعانی کی قبر پر فاتحہ پیش کرکے ٹیکسی میں سوار ہوئے اور قریب ہی "مقام فنا فی اللہ" میں " اناالحق" کا نعرہ بلند کرنے پر علماءِ ظاہر کے فتویٰ پر قتل کیے جانے والے مردِ درویش شیخ منصور حلاج کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو یہاں ایک اسّی نوّے سالہ نابینا بابا جی کے پاس اُن کے مزار کی چابیاں تھیں جنہوں نے باہر کا دروازہ اور تالا کھول کر برآمدے اور ایک اور دروازے سے گزار کر ہمیں اندر تعویذ مبارک کے پاس ایسے پہنچا دیا جیسے ہم سے زیادہ بینائی رکھتے ہوں، اُن کے چہرے پر اسقدر انوار وتجلّیات، رعب، دبدبہ اور جلال کی کیفیات نمایاں تھیں کہ دل میں ایک سوالیہ خیال کی آواز آتی محسوس ہوئی کہ کہیں یہ حضرت خود ہی تو صاحب مزار نہیں؟ خیر اپنے اس خیال کو دائیں بائیں کرکے یہاں سے مکہ مکرمہ کے حاجیوں کو نہر زبیدہ کا تحفہ دینے والی ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون کے مزار پر پہنچے جو کہ بہت ہی پرانی طرز تعمیر کا شاہکار تھا، یہاں سے فارغ ہوئے تو صدام حسین سے کہا اَب خواجہ جنید بغدادی کے مزار پر لے چلو۔ خواجہ صاحب کا مزار ایک عجیب وغریب علاقے میں جہاں ویران ریلوے لائنوں کے درمیان سینکڑوں مال گاڑی کے ڈبے بغیر کسی دیکھ بھال کے کئی سالوں بلکہ جنگ کے زمانے سے ویران کھڑے تھے، تقریباً دو دو میل تک چاروں طرف ملٹری ایریا تھا، صدام حسین چونکہ مقامی زبان پر عبور رکھتا تھا اُس نے باہر مین چیک پوسٹ پر بہت بحث مباحثے کے بعد ہمارے تمام

پاسپورٹ ضمانتاً جمع کروا کر ہم لوگوں کو اپنی شیورلٹ پر اندر خواجہ صاحب کے مزار پر پہنچا دیا، مزار سے ملحقہ قبرستان میں پہلے نبی اللہ یوشع بن نون کے مزار پر فاتحہ شریف پڑھی پھر جب شریعت و طریقت کے شیخ المشائخ خواجہ جنید بغدادی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اُسوقت حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ اصل میں تو یہ مزار خواجہ صاحب کے پیر و مرشد شیخ سری سقطی کا تھا مگر چونکہ خواجہ جنید بغدادی فنافی الشیخ کے اُس مقام پر فائز تھے جہاں نہ "میں" رہا نہ "تو" بلکہ سب ایک ہو چکا تھا اور شائد آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے میرے پیر و مرشد کے پاؤں کی طرف دفنایا جائے جہاں اُنکے پاؤں ہوں وہاں میرا سر ہو، چنانچہ ہم نے جیسا کتابوں میں پڑھا اور بزرگوں سے سنا تھا اُس کو ویسے ہی پایا کہ جہاں شیخ سری سقطی کے قدم تھے وہاں خواجہ جنید بغدادی کا سر مبارک تھا۔

ویسے بھی بیٹا بچپن سے وقت اور بزرگی کی منازل طے کرتے کرتے بھلے پہلوان یا سو ''سال کا بزرگ ہی کیوں نہ بن جائے باپ کی عظمت اور آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہی پڑے گا ورنہ راندہ بارگاہ کہلائے گا اور مرید بھی چونکہ پیر و مرشد کی روحانی اولاد کا درجہ رکھتا ہے، لہٰذا یہ انوکھا راز اہلِ دل اور صاحب بصیرت ہی پاسکے کہ مرید چاہے جس بھی مقام پر پہنچ جائے پیر و مرشد، پیر و مرشد ہی ہوتے ہیں، یہاں بھلے سلطان الہند خواجہ غریب نواز ہی ہوں وہ بھی بائیس سال سردی گرمی، حضر سفر، میں خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں قدم اٹھاتے دکھائی دیں گے، یا پھر قندیل نورانی شیخ عبدالقادر جیلانی حضور غوث اعظم ہی کیوں نہ ہوں کبھی اپنے پیر و مرشد ابو سعید مخرمی کے پیچھے پیچھے تو کبھی اپنے مربی امام حماد دَبّاس کے پیچھے پیچھے چلتے دکھائی دیں گے۔ خواجہ باقی باللہ اکثر اپنے مرید حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے؛" شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اُن کے ضمن میں گم ہیں، کامل اولیائے متقدمین میں سے خال خال ان کی مثل ہوئے ہوں گے" (یعنی میرے مرید کا مقام مجھ سے اُوپر ہے)۔

ادب، خدمت اور محبت میں مرید جب فنا کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو وہ قطرہ سے سمندر بن چکا ہوتا ہے کیونکہ پانی کا وہ قطرہ جب تک سمندر سے باہر تھا وہ قطرہ تھا جب وہ سمندر میں گر کر فنا ہو گیا، اب

کوئی اُس کو قطرہ نہیں کہے گا بلکہ وہ سمندر ہی کہلائے گا، لہٰذا قطرے کو سمندر سے نسبت ہو جائے تو قطرہ قطرہ نہیں رہتا بلکہ سمندر بن جاتا ہے، ذرّے کو زر سے نسبت ہو جائے تو ذرّہ ذرّہ نہیں رہتا بلکہ زر بن جاتا ہے، عام کو خاص سے نسبت ہو جائے تو عام عام نہیں رہتا خاص بن جاتا ہے، جس کتے کو اللہ کے بندوں، جنتی لوگوں سے نسبت ہو جائے وہ کتا جنتی بن جاتا ہے، ایسے ہی جس مرید صادق کو شیخ کامل سے نسبت ہو جائے وہ خود شیخ کامل بن جاتا ہے۔

خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا؛ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

یعنی میں تو ہو گیا، اور تو میں ہو چکا، اب میں جسم اور تم جان بن چکے، اب کوئی یہ نہ کہے گا کہ میں اور ہوں اور تُو اور۔

لہٰذا ہر مرید کو خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے پیر و مرشد سے عقیدت اور دل کا تعلق ایسا باندھنا چاہیے کہ اپنی تمام روحانی ترقی اور بلندیِ درجات اپنے شیخ کے قدموں کا صدقہ سمجھے کیونکہ اُس کی تمام ظاہری باطنی ترقی اور تنزّلی کی ڈور اُس کے شیخ کے ہاتھ میں ہے۔

بابا بلھے شاہ صاحب فرماتے ہیں؛ میں رانجھا رانجھا کر دی آپے رانجھا ہوئی!

ہیر نہ آکھو سیّو مینوں ہن آکھے رانجھا ہر کوئی

خیر بات کہاں سے کہاں چلی گئی، خواجہ جنید بغدادی کے مزار سے ملحقہ مسجد میں عصر کی نماز ادا کر کے باہر قبرستان میں بہلول دانا، ابراہیم خواص اور خواجہ ذوالنون مصری رضی اللہ عنہم کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے بعد اب ہم کاظمین شریفین میں آئمہ اہل بیت عظام میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو شہزادوں امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی الجواد رضی اللہ عنہما کے مزارات پر پہنچے، یہ وہ عظیم بارگاہ ہے جن کی قبر کو اجابت دعا کے لیے مجرب پایا گیا، کاظمیہ میں یہ جگہ نہایت پُر نور مرجع خلائق مقام ہے چاروں طرف دو دو میل پہلے ہی چیک پوسٹ اور آرمی کا سخت پہرہ ہے، لاکھوں لوگوں کے اژدھام میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی۔ کاظمیہ سے فارغ ہوئے تو اعظمیہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کے روضے پر پہنچتے پہنچتے مغرب ہو چکی تھی، مغرب ادا کر کے امام صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ لکڑی

کے ایک خوبصورت کٹہرے میں آرام فرما ہیں، مسجد کے اندرونی ہال میں سے آپکے مزار کا دروازہ کھلتا ہے نہایت ہی پر کیف مقام ہے جہاں داخل ہوتے ہی دلی سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے یہی وہ عظیم ہستی ہیں جن کے متعلق اوتادِ زمانہ امام شافعی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا قول ہے میں ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے برکت حاصل کرتا ہوں ،اُن کی قبر پر روزانہ حاضر ہوتا ہوں اور جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو نفل پڑھ کر امام اعظم کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں اور وہاں اُن کے وسیلے سے خدا سے اپنی حاجت مانگتا ہوں تو میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔اور یہ امام اعظم ابو حنیفہ ہی تھے جب حج کرکے مواجہہ شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کیا؛ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ ط وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ ط تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصوصی روحانی توجہ فرماتے ہوئے بلند آواز سے سلام کا جواب عطا فرمایا؛ وَعَلَیْكُمُ السَّلَامُ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے مزار کے سامنے والے بازار کی ایک تنگ سی گلی میں خواجہ ابوالحسن نوری کی بارگاہ میں فاتحہ شریف پیش کرنے کے بعد اُسی بازار سے زیتون خرید کر امام اعظم کے روضے مبارک کے سامنے سے گزرتے ہوئے قریب ہی سیّدُ الطَّائفہ جنید بغدادی کے بھانجے اور خلیفہ اَجَلّ ابو بکر شبلی کے مزار شریف پر حاضری دی دروازہ چونکہ مُقَفّل تھا اس لیے باہر ہی سے فاتحہ شریف پیش کرکے اب امام اعظم ابو حنیفہ کے مزار کے عقب میں حضرت بشر حافی کے مزار پر حاضر ہوئے اور وہاں سے امام احمد بن حنبل کی بارگاہ میں دریائے دجلہ کے کنارے کھڑے ہو کر فاتحہ شریف پیش کی کیونکہ وہاں کے لوگوں کے مطابق اُن کا مزار دجلہ کے پانی میں جا چکا تھا۔

2 جنوری بروز اتوار بھی معمول کے مطابق درود پاک کا ورد کرکے حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے بغداد شریف سے سو ۱۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر کربلا مُعَلّٰی کی طرف روانہ ہوئے، حرم امام عالی مقام امام حسین کی بارگاہ میں جانے سے پہلے راستے میں حضرت عباس علمدار کے مزار پُر انوا پر حاضر ہوئے دونوں مزارات ایک بہت بڑے میدان میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے موجود ہیں

امام حسین کے روضہ مبارک کی تعمیر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے شہید کربلا نواسہ رسول ﷺ کا سنہری گنبد اور سنہری مینار دور سے ہی نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں، صدر دروازے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حدیث دکھائی دیتی ہے؛" حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں" ضریح کی سنہری جالی پر نگاہ پڑتے ہی دل و دماغ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی روضہ مبارک کی تعمیر بھی قابل دید ہے خوبصورت فانوس، قندیلیں، قالین، دیواروں پر نہایت نفیس کاشی کاری، یہ سب قمقموں کی روشنی میں ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے۔وہاں سے فارغ ہو کر غالباً حضرت حُر شہید اور فرزندانِ مسلم بن عقیل پر بھی فاتحہ پڑھی۔

<u>3 جنوری</u> بروز پیر بھی حسبِ معمول حضور غوث اعظم کے مزار شریف پر حاضری دیتے ہوئے باہر مدرسہ نظامیہ کے صحن میں آ کر بیٹھے تو اتنے میں حاجی عابد صاحب لنگر خانے سے ایک برتن میں لنگر شریف لے کر پہنچ چکے تھے جو کہ مدرسہ نظامیہ کے وسیع و عریض صحن میں سردیوں کی چمکتی لبھاتی دھوپ میں بیٹھ کر تناول کیا، لنگر شریف کیا تھا سفید چاولوں کا کھچڑی نما پلاؤ تھا جس میں پاؤ پاؤ بھر کی شاندار دنبہ کی بوٹیاں تھیں، ہم پانچوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ باب الشیخ سے نکلے تو امام غزالی کے مزار پر پہنچے صدام حسین سے کہا سلمان پاک شہر میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے روضہ پر لے چلو، سلمان پاک میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی آپکے مزار کے بالکل ساتھ والے کمرے میں صحابی رسول حضرت حذیفہ الیمانی، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اور حضرت امام طاہر بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہم آرام فرما ہیں، رات گئے بغداد شریف پہنچے راستے میں کھانا کھایا اور ہوٹل پہنچ کر چائے پی اور سو گئے۔اس روز حضور غوث اعظم نے اپنے احسانات کی جو بارش فرمائی دل آج بھی حیرت میں ہے خیر اس کا تفصیلی ذکر ان شاءَ اللہ اگلے چند صفحات میں بیان ہو گا۔

<u>4 جنوری</u> بروز منگل بھی سب سے پہلے حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے ۲۵۰ امریکی ڈالرز میں لیٹسٹ ماڈل جی ایم سی(GMC) میں نجف اشرف، کوفہ، ذوالکفل اور بابل کے لیے روانہ ہوئے۔ نجف میں منبع ولایت، شیر خدا، مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار پر حاضری

دے کر باہر قبرستان میں حضرت ھود اور صالح علیہ السلام کے مزارات پر بھی حاضری دی پھر ضریح حضرت خدیجہ بنت علی پر باہر ہی سے فاتحہ پڑھی، جامع مسجد کوفہ میں ضریح حضرت علی کی زیارت کے بعد باہر صحن میں وہ تاریخی کنواں بھی دیکھا جس سے طوفانِ نوح ظاہر ہوا تھا، لہٰذا نجف اور کوفہ سے ہوتے ہوئے ہم لوگ ذوالکفل پہنچے جو شہر بابل جاتے ہوئے راستے میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر حضرت ذوالکفل علیہ السلام آرام فرما ہیں، عجیب کھنڈرات اور خاموشی کے ماحول میں کئی سو سالہ پرانی عمارت میں کچھ قبریں موجود ہیں جہاں پہنچ کر انسان خود کو ہزاروں سال پرانے زمانے میں تصور کرتا ہے، آپکے مزار مبارک کے ساتھ والے کمرے میں آپکے پانچ اصحاب کی قبریں بھی موجود ہیں اور یہاں ایک مقام حضرت خضر علیہ السلام کا بھی بتایا جاتا ہے، خیر یہاں سے بابل روانہ ہوئے تو راستے میں کھجوروں کے علاقے دکھائی دیئے بابل پہنچے تو شام ہو رہی تھی مغرب کی نماز ادا کرکے مزار حضرت ایوب علیہ السلام پر حاضری دی مگر وقت کی قلّت کی وجہ سے دو مشہور چشمے اور اُس کنویں کو جس میں بطور سزا دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو لٹکایا گیا ہے نہ دیکھ سکے کیونکہ رات کے اندھیرے گہرے ہو رہے تھے اور ہمیں واپس بغداد شریف بھی پہنچنا تھا، بابل سے نکلتے وقت حضرت عمران بن علی کے روضہ مبارک کے باہر سڑک پر ہی اُنکے لیے فاتحہ پڑھ کر رات گئے بغداد شریف کی طرف روانہ ہوئے۔

یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ بابل جاتے ہوئے راستے میں دو عجیب اتفاق ہوئے ایک تو یہ کہ بغداد شریف آنے سے غالباً دو، چار روز پہلے ہی پاکستان میں شام کے وقت اپنی لائبریری میں بیٹھے چند دوستوں کے ساتھ دوران گفتگو زبان سے نکلا، مجھے لگتا ہے کہ ناموسِ رسالت کے قانون کو کالا قانون کہنے والے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو کوئی گولی مار دے گا، لہٰذا پاکستان سے عراق آئے ابھی چار پانچ دن بھی نہ گزرے تھے کہ بابل جاتے ہوئے غالباً عصر کے وقت موبائل فون کی گھنٹی بجی فون پر محمد رفیق بھٹی محسنی خوشی سے لرزتی ہوئی آواز میں فرمانے لگے حضور آپکو مبارک ہو چند دن پہلے جیسا

آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا آج اسلام آباد میں گورنر سلمان تاثیر کو اُسکے اپنے ہی گارڈ نے گولیوں سے بھون دیا۔

دوسرا اتفاق یہ کہ جب ہم دریائے بابل سے گزرے تو میں نے عامر وحید سے کہا؛ کیا آپ کو یاد ہے کہ ہماری سکول لائف کے اندر بچپن میں Boneym کا ایک گانا بہت مشہور ہوا تھا by the river of babylon کہیں اُس میں اِسی دریائے بابل کا ذکر تو نہیں تھا کیونکہ انگریزی میں بابل ہی کو بابی لون کہا جاتا ہے، اُس کو سُنے ہوئے تقریباً بیس پچیس سال کا عرصہ گزر گیا مگر کبھی کسی ریسٹورنٹ وغیرہ میں بھی سننے کا اتفاق نہ ہوا، خیر بات آئی گئی ہو گئی، لیکن جب دو ہی دنوں کے بعد عامر، شازیہ اور حاجی عابد صاحب بغداد شریف سے ابو ظہبی کے راستے پاکستان روانہ ہو گئے، جبکہ مجھے اور میری اہلیہ عظمیٰ کو چونکہ بغداد شریف سے ابو ظہبی کے راستے مالدیپ جاتے ہوئے تین دن کے لیے سری لنکا کے شہر کولمبو میں ٹھہرنا تھا اور سری لنکا کا انٹر نیشنل ائیر پورٹ بندرانائیکے (Bandranaike) کولمبو کی بجائے قریب ہی کے شہر کاٹونائیکے (Katunayake) میں ہے چونکہ ہماری ریزرویشن کولمبو کے ہوٹل گالاداری میں تھی لہٰذا کاٹونائیکے میں فلائیٹ لینڈ ہوتے ہی کسٹم امیگریشن سے فارغ ہو کر ہم جیسے ہی باہر آئے کولمبو سے galadari hotel کی Pick & drop service ٹرانسپورٹ کار ہمیں لینے پہنچ چکی تھی، ہم اُس میں سوار ہو کر جیسے ہی کولمبو کی طرف روانہ ہوئے، تو ڈرائیور نے Boneym کا وہی گانا by the river of babylon لگا دیا جسکا ذکر تقریباً دو دن پہلے میں عامر اور عظمیٰ سے کر رہا تھا، میں نے عظمیٰ سے کہا عجیب اتفاق ہے ابھی دو دن قبل دریائے بابل سے گزرتے ہوئے اسکا ذکر ہوا اور آج ہی یہ گانا لگا ہوا ہے۔

5 جنوری کو بھی حسبِ معمول حضور غوث پاک کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے قبلۂ ارباب بصیرت اور غوث وقت صاحب عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃاللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی ان کے مزار کے ساتھ والے کمرے میں خلیفہ مستنصر باللہ کی قبر بھی موجود تھی وہاں بھی دعائے خیر کی اور چونکہ اگلے دن صبح بغداد شریف سے ہماری روانگی تھی اور شام ڈھل رہی تھی، ہم نے دریائے دجلہ کے کنارے کوئلوں پر بھنی مچھلی سمک مزغوف غطان سے لطف اندوز ہونے کے بعد

شاہراہ القرادہ سے کچھ شاپنگ کی، عظمیٰ نے بچوں کے لیے لونگ کوٹ (long coat) اور کچھ سامان خریدا اور واپس ہوٹل پہنچ کر صبح کی فلائیٹ کے لیے سامان کی پیکنگ شروع کر دی۔

6 جنوری کی صبح اُداس اور تڑپتے دلوں کے ساتھ حضور غوث پاک کی بارگاہ میں باہر سڑک سے ہی ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے حاضری اور الوداعی سلام پیش کرکے ائیر پورٹ روانہ ہوئے۔

حضور غوث اعظم کا خلافت اور اجازت سے نوازنا

اب ۳ جنوری کا اصل واقعہ عرض کرتا ہوں جسکے ضمن اور تمہید میں تمام سفر بغداد بیان ہوا چونکہ بندۂ ناچیز کا بغداد شریف آنے کا مقصد فقط اور فقط شہنشاہ بغداد کی بارگاہ مقدسہ میں حاضری سے تعلق رکھتا تھا۔ لہٰذا بغداد شریف میں قیام کے دوران کہیں بھی یا کسی بھی مزار پر جانے سے پہلے حضور سیّد الاولیاء محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور پھر کہیں اور کا قصد کرتا، آج مورخہ ۳ جنوری بروز پیر بھی آپ سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ہی کے حکم پر جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پانچ ہزار مرتبہ درود شریف کا نذرانہ پیش کر رہا تھا تو دل کا آئینہ تصوّرِ جاناں میں رخ یار لیے کچھ اسطرح جگمگا رہا تھا کہ روح اور جسم، دل اور دماغ خمارِ محبت میں ایک عجیب سرور کی کیفیت میں گم تھے۔ درود شریف سے فراغت کے بعد ہوٹل کے کمرے میں ہی ناشتہ کر کے تازہ وضو کیا اور ٹیکسی ڈرائیور کو حضور غوث اعظم کے مزار پُر انوار پر چلنے کے لیے کہا جب باب الشیخ میں حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ادب اور خوف کی وجہ سے جسم کا رونگٹا رونگٹا کھڑا تھا اور دل خوف و رِجا کے بین بین لرزاں تھا، ایک طرف تو عقیدت اور محبت کی شدت میں جالیوں سے لپٹ جانے کو جی چاہتا تو دوسری طرف سانس لینے کی آواز بھی بے ادبی محسوس ہوتی، دل کو یقین نہیں آ رہا تھا اور حیران تھا کہ جس بارگاہ کے کم و بیش پچیس سال سے دن رات گیت گائے اور جنکی مدحت اور یادوں میں راتیں گزرتی تھیں کیا واقعی آج میں اُن کی بارگاہ میں حاضرِ خدمت ہوں؟ خیر مواجہہ شریف میں ختم شریف پڑھا اور بہت دیر تک سر جھکائے مراقب رہا، دل کے کسی گوشہ میں خواجہ

بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گونج رہا تھا خواجہِ خواجگان بہاؤالدین نقشبند بغداد شریف غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر کی قبرِ انور پہ حاضر ہو کر مُراقب ہوئے تو سرکارِ غوثیت مآب نے بھرپور توجہ فرمائی، تو آپ عرض کناں ہوئے؛

اَے دستگیرِ عَالَم دَستِ مَرَا بِگیر　　　　دَستِ چُناں بِگیر کہ گویَند دَستگیر

یعنی آپ سارے جہان کا ہاتھ پکڑنے والے ہیں میرا ہاتھ بھی پکڑ لیجیے جس کا ہاتھ آپ پکڑ لیں وہ تو خود ہاتھ پکڑنے والا دستگیر کہلاتا ہے۔

حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے خوش ہو کر قبر سے جواب مرحمت فرمایا؛

اَے نقشبندِ عالَم نقشِ مَرا بِبَند　　　　نقشے چُناں بِبَند کہ گویَند نقشبند

یعنی اے جہان کے نقش کو بند کرنے والے اب میرا نقش بھی بند کر اور ایسا نقش بند کر کہ تجھے نقشبند کہا جائے۔

اور شائد دل کے کسی خاموش کونے میں حضرت سلطان باھو کی صدا بھی گونج رہی تھی؛

سن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ھو
بیڑا اڑیا میرا وِچ کھپراں دے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ھو
شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری خبر لیو جھٹ کر کے ھو
پیر جنہاں دے میراں باھو اوہی کنڈے لگدے ترکے ھو

جب مراقبہ سے آنکھیں کھولیں تو نوکِ مژگاں پہ محبت بھرے قطرے لیے دل قبولیت کی صداؤں کو سنتے ہوئے حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی خصوصی توجہ اور عنایت کو اپنے کاسۂ گدائی میں دیکھتے ہوئے خوشی سے جھومنے لگا، کیونکہ آج بارگاہِ غوثیت سے خلافت واجازت، نیابت و حفاظت کی وہ نعمتِ کبریٰ حاصل ہوئی جسکا کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔

"کیا دیکھتا ہوں کہ مزار شریف کے باہر میرے بالکل سامنے آپ سرکار مواجہہ شریف والی جالی کے ساتھ ٹیک لگائے چار زانو تشریف فرما ہیں اور آپکے ہاتھ میں دودھ سے لبالب لوہے کا ایک بڑا سا جگ موجود ہے آپ اُس جگ میں سے دودھ کا ایک گلاس میری اہلیہ عظمیٰ کو دے کر باقی تمام دودھ بندۂ ناچیز کو عطا فرماتے ہیں اور پھر کچھ دیر بعد بحالت مراقبہ جب دوبارہ رابطہ ہوا تو دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے

مزار شریف سے باہر تشریف لا رہے ہیں آپکے ہاتھ میں آپکی ایک سبز رنگ کی اوڑھنے والی شال ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں سے نہایت محبت بھرے انداز میں مجھے اوڑھا دیتے ہیں کچھ وقفہ کے بعد جب تیسری مرتبہ مراقبہ میں رابطہ قائم ہوا تو دیکھا آپ کے ہاتھوں میں گدّی یا سیٹ نما لکڑی کی ایک بالشت اونچی چوکی ہے، جسے آپ نے میرے نیچے رکھتے ہوئے مجھے اُس پر بٹھا دیا"۔

اس مبارک سعادت اور نعمت کا ذکر بغداد شریف کے ہمسفر دوست احباب سے اشارۃً کنایۃً کر تو دیا، مگر اصل بات اپنی اہلیہ عظمٰی کے سوا کسی کو نہ بتائی کیونکہ سوچتا تھا کہ ایک طرف تو خلافت و اجازت اور نیابت کی نوازشات عام سننے والوں کو ہضم نہ ہوں گی، دوسری طرف چھوٹا منہ اور بڑی بات کے تحت روحانیت کی دنیا میں بندہ اپنے مقامِ فقر کی حیثیت سے خوب آگاہ تھا، لہٰذا از روئے ادب اور حیاء زبان بھی اسکو بیان کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی چنانچہ خاموش رہا۔

مگر جس طرح اِس ظاہری دنیا کا ایک نظام اور کچھ قاعدے کُلّیے ہیں، روابط اور پیغام رسانی کے کچھ ضابطے اور نشر و اشاعت کے مختلف نظام قائم ہیں، بالکل ایسے ہی روحانی دنیا میں بھی ایک نظام پایا جاتا ہے جس کا طریقۂ کار اُسی روحانی نظام کے شایانِ شان ہے، یہ نظام پیغام رسانی کے لیے کسی تار، خط، ڈاک، ای میل، موبائل، اشاعتی ادارے، نیوز ایجنسی یا قاصد وغیرہ کا محتاج نہیں، بلکہ جب یہاں کوئی پیغام رساں سرکلر جاری کیا جاتا ہے تو زمان و مکان کی پابندیوں سے ماورا راتوں رات ہی چار دانگ عالم میں اُسے اس طرح پھیلا دیا جاتا ہے کہ انسان کی عقل اُن شواہد کو دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے اور بعض اوقات تو عقل اُن کو تسلیم بھی نہیں کر پاتی، خیر اِسی کو روحانی دنیا کہتے ہیں اور پھر جہاں بات شہنشاہِ کشف و کرامات و تصرفات سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی کی آجائے تو وہاں بہجۃ الاسرار میں امام ابو الحسن الشطنوفی الشّافعی بھی فرما گئے کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو قبر میں بھی زندہ اولیا کی طرح تصرّف کرتے دیکھا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں حضور غوث اعظم کا مزار اقدس ایک زندہ مزار ہے آپکا فیض و تصرف جس طرح حیاتِ ظاہری میں تھا آج بھی اُسی طرح ہے۔

یہاں بندۂ ناچیز کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا کیونکہ فقیر تو حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اِس احسان اور مہربانی پر حیرت میں گم اور اَزروئے ادب خاموش تھا۔ مگر جو نعمت بخشنا جانتے تھے وہ اس نعمت کی خبر دینا بھی جانتے تھے شائد حضور غوث اعظم نے فرمایا ہوگا کہ جو خلافت و نیابت آج ہم سے حاصل ہوئی تحدیث نعمت کے طور پر سلسلۂ مریدین اور دوست احباب سے اس کا ذکر کیوں نہیں کرتے، اور اگر تم بوجہ اَدب خاموش رہتے ہوئے اپنے منہ سے کچھ نہیں بولوگے، تو ہم خود ہی اِس خبر کو عام کر دیں گے، تم نہیں بولتے نہ بولو، اب لوگ بولیں گے اور اُن کی شہادتیں، کیونکہ شاید وہ وقت بہت دور گزر چکا تھا جب آج سے چودہ پندرہ سال قبل گیارہویں شریف کی رات حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے محمد ندیم ولد عبدالمجید مغل کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا تو ندیم نے آپکی بارگاہ میں عرض کی حضور! کچھ میرے پیر و مرشد کے بارے میں ارشاد فرمائیں تو حضور غوث پاک سرکار فرمانے لگے: "اُن کے متعلق ہم کیا فرمائیں جب انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو چھپا رکھا ہے۔"

پس آپ سرکار حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے میرے پاکستان واپس پہنچنے سے پہلے پہلے اپنی نوازش و احسان کے ذکر کو بزبان خاص و عام کر دیا، اور جو بات میں ازروئے ادب زبان سے نہیں کہہ رہا تھا یا کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں پا رہا تھا، آپ سرکار نے خود ہی اسے مختلف دوست احباب کے ذریعے عالم رویاء میں بندۂ ناچیز کے متعلق مختلف بشارتیں عطا فرما کر عام کر دیا تھا۔ اب ذیل میں وہ تمام شہادتیں اور واقعات بیان کئے جاتے ہیں جو میرے پاکستان واپس آنے سے پہلے بہ زبانِ خاص و عام کر دیے گئے تھے۔ مگر اُن واقعات کو بیان کرنے سے قبل میں یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ آلارا تصنیف اخبار الاخیار سے ایک واقعہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کس طرح اولیاء اللہ خواب میں آ کر معاملات کی خبر دیتے اور عقدہ کشائی فرماتے ہیں۔ مولانا ظہیر الدین لنگ جو کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے قریبی مصاحب میں سے تھے فرماتے ہیں کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح (قطب عالم شاہ رکن عالم) کے پاس جمعہ کے دن لوگوں کا بہت رش ہوتا، جبکہ لوگ مجھے عقل

مند اور عالم مانتے ہیں مگر اس کے باوجود میرے پاس اس طرح جوق در جوق نہیں آتے جیسے شیخ رکن الدین کے پاس جاتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ شائد حضرت نے تسخیرِ خلائق کا کوئی عمل (چلہ وغیرہ) کرر کھا ہے، پس میں نے دل میں ٹھان لی کہ حضرت سے جاکر ایک شرعی مسئلہ پوچھوں گا، اور دیکھوں گا کہ وہ مجھے اِس کا جواب دے پاتے ہیں یا نہیں؟ خیر اُسی رات مجھے خواب میں حضرت شیخ کی زیارت ہوئی آپ نے خواب ہی میں مجھے حلوہ کھلایا جس کی حلاوت میں بیدار ہونے کے بعد بھی سارا دن محسوس کرتا رہا مگر پھر بھی میرے دل کی تسلی اس خواب سے نہ ہوئی اور سوچا کہ یہ عمل تو شیطان بھی کر سکتا ہے، لہٰذا میں اپنی اس بات پر قائم رہا کہ صبح اُن کے پاس جا کر ضرور بھی یہ مسئلہ پوچھوں گا، لہٰذا دوسرے دن جب میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے ؛بہت اچھا ہوا جو آپ تشریف لے آئے میں تو آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا، اور جو سوال میں دل میں سوچ کر آیا تھا اُسکا جواب عنایت فرما دیا۔ مولانا ظہیر الدین لنگ فرماتے ہیں کہ جب شیخ صاحب نے یہ مسئلہ اپنی تقریر میں بیان کر دیا تو (شرم اور حیاء کی وجہ سے) میرے جسم سے پسینہ پانی کی طرح بہنے لگا، اِس کے بعد شیخ نے فرمایا کہ شیطان جس طرح نبی کریم ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا اسی طرح حقیقی شیخ (کسی ولی اللہ) کی شکل بھی اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ اُسکی زندگی رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم پر رہتے ہوئے اُن کی پوری پوری پیروی اور متابعت میں گزرتی ہے۔ اس کے بعد شیخ نے مولانا ظہیر الدین سے خطاب کرکے فرمایا کہ مولانا! آپ ظاہری علوم سے مالامال ہیں، لیکن علوم حال سے ابھی ناآشنا ہیں"۔ یہ واقعہ یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب شیطان کسی بھی ولی اللہ کی شکل میں کسی کے بھی خواب میں نہیں آسکتا تو ولیوں کے سلطان اور بادشاہ کی شکل میں کیسے آجائے گا ہر گز ممکن ہی نہیں۔

خیر جب ہم لوگ واپس پاکستان پہنچے تو شہادتوں، گواہیوں، زیارتوں، بشارتوں کی نوید لیے پے در پے ایسے ایسے لوگ میرے پاس آئے کہ میں خود بھی حیران تھا کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے کہ میں جس بات

کو چھپاتا اور بیان کرنے سے گریزاں ہوں لوگ وہی بات حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی زبانی مجھے آکر بتاتے ہیں۔احمد فراز نے خوب کہا تھا؛

ہم سنائیں تو بات اور ہے یار، لوگوں کی زبانی اور ہے

والدہ ماجدہ کا خواب: حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی بشارات بیان کرنے سے پہلے میں اپنا اور اپنی والدہ کا ایک خواب بیان کرنا چاہوں گا؛ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۰ء کو جب ہم بغداد شریف کے لیے ائیر پورٹ کو روانہ ہونے والے تھے اور درجنوں دوست احباب الوداع کے لیے حاضر تھے تب روانگی سے قبل میری والدہ ماجدہ مجھ سے فرمانے لگیں محسن! میں تمہیں ایک مبارک خواب سنانا چاہتی ہوں: " دیکھتی ہوں بڑے بڑے صحن، برآمدوں اور دروازوں والی ایک بہت بڑی عمارت ہے جس میں فیروزی رنگ کچھ نمایاں ہے اور ہاتف غیبی سے آواز آ رہی ہے تمہارے بیٹے محسن کو اُس کی منزل اور مقام مل چکا مگر اُس کا اظہار اور تکمیل اِس جگہ اور مقام پر ہے"۔جب بغداد شریف سے واپسی پر والدہ محترمہ سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو فرمانے لگیں بغداد شریف روانگی کے وقت جس خواب والی فیروزی عمارت کا ذکر میں نے تم سے کیا تھا وہ عمارت اور مزار شریف تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا کیونکہ تمہارے جانے کے بعد ایک روز کسی ٹی وی چینل پر حضور غوث اعظم کے متعلق پروگرام لگا ہوا تھا جس میں ان کا تمام مزار، مسجد اور مدرسہ دکھایا جارہا تھا جب میں نے اس مزار اور عمارت کو دیکھا تو چونک پڑی کہ اس مزار اور عمارت کا ذکر تو بغداد شریف روانگی سے قبل میں نے محسن سے کیا تھا یہ تو وہی مزار اور عمارت تھی جو مجھے خواب میں دکھا کر یہ کہا گیا تھا" تمہارے بیٹے محسن کو اس کی منزل اور مقام مل چکا مگر اُسکا اظہار اور تکمیل اس جگہ اور مقام پر ہے۔"

یہاں اپنا بھی ایک خواب عرض کرتا چلوں، ۲۲ نومبر ۲۰۱۰ء کو جب فجر کے بعد پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر سویا تو کیا دیکھتا ہوں میں چار پانچ دوستوں کے ساتھ جن میں مدثر، عقاص، عتیق وغیرہ بھی شامل ہیں حضور غوث اعظم کے آستانہ عالیہ پر حاضری کے لیے گیا ہوں اور میرے دروازے پر دستک دینے پر اندر سے پانچ کلی ٹوپی پہنے سیاہ داڑھی اور میانہ قد والے آپ کے ایک مرید دروازہ کھولتے

ہیں جن سے میں پوچھتا ہوں کیا حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف رکھتے ہیں؟ وہ جواب میں کہتے ہیں بس پانچ دس منٹ میں تشریف لانے ہی والے ہیں ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ آپکے وہی مرید ہمیں یہ کہتے ہوئے اندر لے جاتے ہیں کہ آپ سرکار تشریف لا چکے ہیں اور فرمارہے ہیں اُن لوگوں کو بھی اندر لے آؤ۔ ہم لوگ جب اندر داخل ہوئے تو دیکھا حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایک چار پائی پر چار زانو تشریف فرما تھے، میں آپ کے پاس زمین پر ہی بیٹھ جاتا ہوں اور اپنے ہاتھ آپ کے قدمین شریفین پر رکھ لیتا ہوں۔آپ سرکار مجھے فرماتے ہیں کیا آپ کا وضو ہے؟ میں عرض کرتا ہوں حضور میں وضو کرکے آیا ہوں، آپ فرماتے ہیں دوبارہ وضو[1] کرلو۔ چنانچہ میں وضو خانہ میں جاکر تازہ وضو کرکے دوبارہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں اور عرض کرتا ہوں: حضور میں نے آپ کی بارگاہ میں ایک منقبت لکھی ہے، جب دوبارہ آپ کے پاس آیا تو وہ منقبت لے کر آؤں گا اور آپکو سناؤں گا، اور آج میں بہت خوش ہوں کہ آپ کی زیارت بھی کر رہا ہوں اور آپ سے باتیں بھی۔ میری بات سن کر شیخ عبدالقادر جیلانی مسکرائے اور مسکراتے ہوئے بڑی محبت سے فرمانے لگے "ٹھیک ہے آپ نے جو منقبت میری شان میں لکھی ہے وہ لے آنا میں سن لوں گا مگر جو منقبت اپنی شان میں ہم نے خود سے لکھی ہے پہلے مجھے وہ تو پڑھ کر سناؤ۔" اور آپ اپنی لکھی ہوئی منقبت کے دو تین کاغذ مجھے عنایت فرماتے ہیں، جب میں اس منقبت کے اشعار آپ کو پڑھ کر سنانے لگتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ یہ تو میری ہی لکھی ہوئی منقبت آپ نے مجھے پکڑا دی۔ یہاں مجھے ۳۰ دسمبر ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۲ جمادی الثانی بروز اتوار کی وہ رات یاد آگئی جب حضور غوث اعظم کی زیارت ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ مجھے مختلف علوم پڑھا رہے ہیں اور علم میرے سینے میں بھرتا چلا جارہا ہے اور تمام پردے آنکھوں سے ہٹتے چلے جارہے ہیں، لہٰذا جو منقبت فقیر نے آپ کی شان میں لکھی یا جو بھی سخن

---

[1] بندہ جب بیعت طریقت کے لیے اپنے پیر و مرشد قطب جلی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تھا تو آپ سرکار بھی بالکل ایسے ہی ایک چار پائی پر تشریف فرما تھے اور آپ نے بھی بندہ ناچیز کو اپنے سلسلہ عالیہ میں داخل فرمانے سے قبل تازہ وضو کا حکم ارشاد فرمایا تھا اگرچہ بندہ باوضو ہی حاضر ہوا تھا۔

کبھی آپ سرکار کی مدحت میں ادا ہوا یہ سب آپ ہی کے حکمت و معرفت کے سمندر کی خیرات ہے۔ خیر وہ منقبت پڑھتے ہوئے کیا دیکھتا ہوں کہ آپ بہت خوش ہیں اور بعض اشعار کی تکرار پر تو ہونٹوں پہ تبسم لیے جھومتے ہوئے خوشی سے آپکا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھتا ہے۔آخری منظر یہ ہے کہ منقبت سن کرآپ بہت خوش ہوتے ہیں۔

بغداد شریف روانگی سے قبل جب حضور غوث اعظم کی اس محبت بھری زیارت کاذکر بندۂ ناچیز نے شیخ ظہیر الحق نیازی رحمۃ اللہ علیہ سے کیاتو خواب سنتے ہی فرمانے لگے؛ "جس انداز میں انہوں نےآپ کو تازہ وضو کافرمایاایسا لگتاہے کہ حضور غوث اعظم آپ کو اپنے سلسلہ میں داخل فرمانا چاہتے ہیں اور جس طریقہ سے وہ آپکی ہر قدم پر رہنمائی اور پشت پناہی کرتے ہوئے روحانی تربیت فرما رہے ہیں شائد اسکا اشارہ اجازت (خلافت) کی طرف بھی جاتاہے جیسے کہ درود شریف ہی کو دیکھ لیں انہوں نے بذات خود آپکو اس کی اجازت تعداد کے ساتھ ارشاد فرمائی"۔

غلام مصطفیٰ ولد ملک سید محمد کہتے ہیں کہ ۱۱جنوری ۲۰۱۱ء کو خواب میں کیا دیکھتاہوں آپ کے آستانہ پر بغداد شریف سے تشریف لانے کی خوشی میں محفلِ نعت منعقد ہے اور آپ حضور غوث اعظم کے ساتھ سٹیج پر تشریف فرماہیں مگر ہر کام میں حضور غوث پاک نے آپکوآگے کیاہواہے۔

اب بندۂ ناچیز اُن واقعات اور بشارات کا ذکر کرتا ہے جن میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بذات خود (بالواسطہ یا بلاواسطہ) مختلف لوگوں کو مختلف انداز میں اشارۃً کنایۃً بلکہ صراحتاً پیغام دے کر یہ بتا دینا کہ ہم اسکو اپنی خلافت، اجازت اور نیابت سے نواز چکے ہیں مثلًا؛ ◈ قاری اصغر رضاصاحب ولد حاجی محمد طفیل فرماتے ہیں؛ ۳۰دسمبر ۲۰۱۰ء بروز جمعرات بعد از نمازِ عشاء جب میں سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مجھے فرما رہے ہیں "بیٹا! تمہارے پیرومرشد کی زندگی شہنشاہوں جیسی ہے" تو میں عرض کرتا ہوں حضور! میرے پیرومرشد بھی یہی فرماتے ہیں کہ آپ سرکار غوث پاک کی زندگی مبارک بھی شہنشاہوں جیسی تھی۔ ◈ اِسی طرح بغداد شریف سے واپس پاکستان آتے ہوئے چند دن کے لیے جب ہم مالدیپ

میں رکے تو۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات بندہ کی اہلیہ عظمیٰ خواب میں کیا دیکھتی ہیں کہ شیخ محمد ظہیر الحق نیازی رحمۃ اللہ علیہ (جو اُس وقت تک پردہ فرما چکے تھے) اُنہیں فرمارہے ہیں کہ؛ ''جیسی زندگی حضور غوث اعظم گزارتے تھے ویسی ہی زندگی انہوں نے محسن کو بھی عطا فرما دی۔'' ◈ جیسا کہ بزم شاہ جیلاں والے ہال کی تعمیر کے عنوان کے تحت بھی ذکر کیا گیا کہ ایک روز میری بیٹی ثوبیہ نے خواب دیکھا کہتی ہے کہ ''ہمارے گھر کے ساتھ جو بڑا سا خالی پلاٹ ہے اُس میں میلاد کی محفل سجی ہوئی ہے، سٹیج پر آپ اور حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف فرما ہیں، جیسا لباس حضور غوث اعظم کا ہے ویسا ہی لباس آپ نے بھی پہن رکھا ہے ◈ اِسی طرح پیر محمد نعیم ولد محمد صابر حسین ۱۶دسمبر ۲۰۱۰ء کو ایک خواب دیکھتے ہیں کہ انہیں خواب میں بندۂ ناچیز کی زیارت ہوئی، چند دوست جن میں غالباً عقاص، فرحان اور علی نواز بھی وہاں موجود تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ حضرت صاحب تو بغداد شریف جارہے ہیں اسی اثنا میں ہاتف غیبی سے آواز آتی ہے، ''آپ لوگوں کے پیرومرشد کی داڑھی شریف تو حضور غوث پاک کی داڑھی شریف کی طرح ہے'' خواب میں جب آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتا ہوں تو آپکی داڑھی شریف واقعی بہت خوبصورت بھلی اور نورانی منظر پیش کر رہی تھی۔ ◈ محمد ہارون ولد سعید احمد سعید کہتے ہیں کہ ۲۷مارچ ۲۰۱۲ء نماز فجر کے بعد خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ''محفل گیارہویں شریف منعقد ہے اور حضرت صاحب صدارت کی کرسی پر بیٹھے خطاب فرمارہے ہیں اچانک بہت تیز روشنی میں حضرت صاحب کا چہرہ حضور غوث پاک کے چہرے میں تبدیل ہو جاتا ہے، سفید نورانی داڑھی اور سر پر نارنجی رنگ کا عمامہ شریف ہے'' ◈ ہارون کو جو زیارت ہوئی اس کے چند دن بعد ہی ماہانہ ختم گیارہویں شریف کی محفل کے دوران محمد طارق ولد محمد طفیل فرماتے ہیں کہ جب آپ منبر رسول پر حضور غوث اعظم کے فضائل و مناقب بیان فرمارہے تھے تو بحالت بیداری کھلی آنکھوں سے میں نے یہ منظر دیکھا؛ آپکا چہرہ حضور غوث اعظم کے چہرہ مبارک میں تبدیل ہو گیا، چہرے پر سفید داڑھی اور سر پر نارنجی رنگ کی پگڑی شریف باندھے وعظ فرمارہے ہیں'' ◈ بالکل ایسے ہی محمد یاسر ولد غلام عباس کے ساتھ دفتر میں جاب کرنے والی مُصوِّرہ نامی ایک خاتون جو کہ نہ تو

راقم سے بیعت رکھتی ہے اور نہ ہی راقم نے اُسے کبھی دیکھا یا سر کو کہتی ہیں کہ "مجھے خواب میں آپکے پیر ومرشد کے چہرے میں حضور غوث اعظم نے اپنی زیارت سے نوازا"۔

◈ نوید راٹھور ولد شوکت علی راٹھور (مینیجر فنانس ڈی۔جی سیمنٹ، جو کبھی میرے کلاس فیلو تھے مگر ابھی بیعت ہو کر مرید بھی ہیں) فرماتے ہیں جب آپ بغداد شریف میں تھے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور غوث اعظم کے مزار شریف کے اندر مواجہہ شریف والی جالیوں کے سامنے آپکے لیے سفید چادریں بچھا کر مختلف قسم کے برتنوں میں انواع واقسام کا لنگر شریف لگایا گیا ہے۔

◈ محمد طاہر شیخ ولد محمد اسلم شیخ (ایکسین ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن گلبرگ لاہور) کے بھائی محمد زبیر شیخ فرماتے ہیں؛ "۳۰ دسمبر ۲۰۱۰ء کو میں دبئی ایئرپورٹ پر تھا، مجھے پتہ چلا کہ میرے بھائی طاہر شیخ کے پیر ومرشد بھی اِسی ایئرپورٹ پر موجود ہیں اور بغداد شریف جارہے ہیں، چونکہ کینڈیّن ڈیسٹینیشن کی وجہ سے میری کنیکٹنگ فلائیٹ بھی ابو ظہبی سے تھی اور بغداد شریف جاتے ہوئے اُن کی کنیکٹنگ فلائیٹ بھی ابو ظہبی سے تھی، لہٰذا میرا ٹرمینل بغداد شریف والے ٹرمینل سے علیحدہ تھا، چنانچہ میں باوجود کوشش بھی اُن سے ایئرپورٹ پر مل نہ سکا۔ اِسی دوران ڈیپارچر لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی، کیا دیکھتا ہوں ایک صوفے پر قبلہ پیر ومرشد اُن کی اہلیہ اور حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف فرما ہیں، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ دُعا فرمارہے ہیں اور آپ قبلہ پیر ومرشد پر رِقت طاری ہے۔ خاص بات جو میں نے دیکھی وہ یہ کہ "آپ کے سر پر نقشبندیہ کی بجائے قادریہ سلسلے کی ٹوپی شریف تھی"۔ ◈ بالکل اسی طرح ایک بزرگ محمد طارق ولد محمد طفیل جو کہ اورادِ فتحیہ اور درود شریف کے زبردست عامل کامل ہیں اور ہزاروں لوگ اُن سے فیض حاصل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ؛ " جن دنوں آپ بغداد کے سفر پر تھے آپکی غیر موجودگی میں آپکے آستانے پر محفل گیارہویں شریف کے دوران مجھے بحالت مراقبہ آپکی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سر پر نقشبندی ٹوپی کی بجائے سلسلہ عالیہ قادریہ کی ٹوپی تھی"۔ ◈ بندۂ ناچیز کے بڑے بیٹے احمد محسن نے ۴ فروری ۲۰۱۱ء کو خواب میں دیکھا کہ "بندہ کے سر پر حضور غوثِ اعظم کی طرف سے سرخ ٹوپی رکھ کر سفید پگڑی

باندھ دی گئی ہے"۔ ◈ محمد عمر ولد سیف الرحمان فرماتے ہیں؛ جب آپ بغداد شریف میں تھے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر پر ایک بہت بڑی سفید رنگ کی نورانی چمکدار پگڑی شریف بندھی ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ آپکے پیر و مرشد کی پگڑی حضور غوث اعظم کی پگڑی کی مانند ہے۔

یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں کہ اِن اَللہ والوں کی ٹوپیاں، پگڑیاں، دستاریں، جبّے سب ایک ہی ہیں، جیسے کہ بندہ کو کئی سال پہلے حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت ہوئی جس میں دیکھا کہ آپ سرکار کے سر مبارک پر نقشبندی پانچ کلی ٹوپی تھی۔ یہ اللہ والے بھلے نقشبندی ہوں قادری ہوں چشتی ہوں یا سہروردی، صابری، مجددی یا رفاعی۔ اندر سے سب ایک ہی ہیں جیسے کہ دریا کوئی بھی ہو راوی ہو سندھ ستلج ہو، چناب یا جہلم تمام دریا ایک ہی سمندر میں فنا ہو کر بقا کی زندگی پاتے ہیں یعنی راستے مختلف مگر منزل سب کی ایک ہی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ علیحدہ علیحدہ ہی کیوں نہ ہو یونیفارم سالکیت کا پہن رکھا ہو یا مجذوبیت کا، انداز ملامتیہ ہو یا اُویسیہ مرتبہ میں غوث قطب ہوں یا ابدال و قلندر، نقیب ہوں یا نجیب، حاضر ہوں یا رجال الغیب سب کا مین ہیڈ کواٹر پریذیڈنٹ ہاؤس روضۂ رسول ﷺ مدینہ طیبہ میں بارگاہ رسالت مآب اور پرائم منسٹر ہاؤس بغداد شریف میں بارگاہ غوثیت مآب ہے۔ ◈ سادات کے خاندان سے تعلق رکھنے والی شازیہ عامر فرماتی ہیں کہ بغداد شریف سے واپسی پر ایک دن خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ جیسے آپ بغداد شریف میں حضور غوث اعظم کے روضے پر مراقبہ فرمایا کرتے تھے بالکل ویسے ہی اُن کے مزار پر مواجھہ شریف والی جالی کے سامنے سبز چادر اوڑھے مراقبہ فرما رہے ہیں، حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے مزار شریف میں تشریف فرما ہیں اُن کی نگاہ اور توجہ آپکے وجود پر ہے اتنے میں وہ آپ پیر و مرشد کو دیکھتے ہوئے مجھے فرماتے ہیں؛ "یہ چادر ہماری تھی جو کہ اب ہم نے اِن کو اوڑھا دی ہے" ◈ سالانہ بڑی گیارہویں شریف والے دن محفل کے اختتام پر پیر مسعود احمد صاحب کی صاحبزادی عائشہ مسعود فرماتی ہیں میں نے خواب میں دیکھا آپ ایک بہت خوبصورت چادر اوڑھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے تشریف فرما ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکو دیکھتے ہوئے مجھے فرما رہے ہیں؛"یہ ہماری پسندیدہ چادر تھی جو ہم نے آپ کے

پیر و مرشد کو عطا فرمادی" ◈ اگر ایک طرف شازیہ عامر اور عائشہ مسعود کو اس نعمت کی تصدیق چند دن یا چند ہفتوں کے بعد کی جارہی تھی تو دوسری طرف پیر طریقت محمد جہانگیر صاحب کی زوجہ شازیہ جہانگیر کو غالباً اُسی دن (جب 3 جنوری کو حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بندۂ ناچیز کو خلافت و نیابت اور اپنی چادر مبارک عطافرمارہے تھے) حیرت انگیز طور پر تمام واقعہ سے آگاہ کیا جارہا تھا۔ وہ فرماتی ہیں آپکو بغداد شریف گئے تیسرا یا چوتھا دن تھا تہجد کے وقت خواب دیکھتی ہوں کہ حضور غوث اعظم اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ کھڑے ہیں اور ساتھ ہی آپ اور آپکی اہلیہ بھی موجود ہیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک آپ کو عطافرمارہے ہیں"

اگرچہ اُن دنوں بے شمار دوست احباب شہادتوں اور زیارتوں کی صورت میں بندۂ ناچیز کو غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیغامات آ کر دیتے مگر جب عائشہ مسعود کی زبانی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام موصول ہوا تب سمجھ میں آیا کہ عنایات فیوض و برکات، تربیت روحانی، رہنمائی اور پشت پناہی اگر غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف سے ہے تو قبولیت، پسندیدہ چادر (جو حضور غوث پاک نے عطافرمائی) اور ہدایات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے، کیونکہ بزم شاہِ جیلاں والے ہال کی تعمیر کے دوران دونوں جہانوں کے تاجدار، حبیب کردگار شفیعِ روز شُمار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارکہ ہوئی تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخ عبدالقادر جیلانی کو بندہ ناچیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمارہے ہیں "دیکھو اس نے تمہارے عشق اور محبت میں رو رو کر کیا حال کر لیا ہے"

یادوں کے دریچے کھلے تو ۵ جنوری ۱۹۹۰ء کی وہ مبارک اور ٹھنڈی رات یاد آئی جب سرکارِ دوجہاں نے رخ انور سے پردہ اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کو بندۂ ناچیز کے متعلق کچھ ہدایات ارشاد فرمارہے ہیں۔ یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں کہ زرقانی شریف میں ہے "حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرارِ الٰہی کا خزانہ اور حکم کے نافذ ہونے کا مرکز و محور ہیں، لہٰذا کوئی امر نافذ نہیں ہوسکتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اور کوئی چیز کسی تک منتقل نہیں ہو سکتی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ کرم سے" اب جبکہ ہدایات خود سرورِ کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے تھیں، لہٰذا

جب کڑیوں سے کڑیاں ملتی چلی گئیں تب بات کھل کر سمجھ میں آئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ چادر حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کے دست مبارک سے بندۂ ناچیز تک کیسے پہنچی۔ وہ بھی سردیوں کی ایک ٹھنڈی رات تھی جب ۲۲ جنوری ۱۹۹۳ء کو حضور غوث اعظم کی زیارت مبارکہ ہوئی تو دیکھا کہ بندۂ ناچیز کے لیے آپ سرکار نے تبرکات بھجوائے ہیں اور کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے "حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپکو اپنے پاس سے وافر حصّہ عطافرمادیا"۔

بات چل نکلی تو ۲۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ملنے والے اُن بزرگوں کا ذکر نہ کرنا تشنگی سے خالی نہ ہوگا کہ میں جیسے ہی دربار کے احاطے میں داخل ہوا ایک طویل القامت بزرگ سامنے صحن میں کھڑے نظر آئے، جونہی مجھ پر نظر پڑی تیزی سے میری طرف لپکے جیسے ایک مدت سے منتظر ہوں، سلام کے بعد کہنے لگے:" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر نازاں ہیں اور سرکارِ بغداد آپ سے خوش ہیں" اُنکی بات پر حیران ہوا مگر چلتا رہا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور خواجہ صاحب کی چلہ گاہ تک آگئے اور پھر اچانک نظروں سے اوجھل ہوگئے، جب میں مزار مبارک کے بالکل قریب پہنچا تو وہ وہاں پھر نمودار ہوئے اور وہی الفاظ دہرائے:" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر نازاں ہیں اور سرکارِ بغداد آپ سے خوش ہیں" ساتھ ہی اپنے بوسیدہ تھیلے میں سے تازہ گلاب کے پھولوں کی ایک مالا نکالی اور میرے گلے میں ڈال دی اور پھر جدھر سے آئے تھے ادھر کو چلتے بنے، خیر میں نے دُعا مانگی اور گھر کی جانب روانہ ہوا، راستے میں نہ جانے کیا خیال آیا کہ پھولوں کو گننا شروع کیا تو شہنشاہِ بغداد کی نسبت سے وہ پھول پورے گیارہ تھے۔

اسی طرح نوید بٹ محسنی ولد محمد منیف بٹ محسنی نے جو خواب دیکھا وہ کسی تعبیر کا محتاج نہ تھا بلکہ حضور غوث اعظم نے ایک اور (بظاہر آخری) شہادت کے ذریعے اس واقعہ سے تعلق رکھنے والی تمام شہادتوں اور پیغامات پر صراحتاً یعنی واضح الفاظ میں کھلم کھلا تصدیقِ خلافت کی مہر ثبت کر دی، نوید کہتے ہیں؛ ۷ جولائی ۲۰۱۱ء بروز جمعرات خواب میں کیا دیکھتا ہوں حضور غوث اعظم تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے قبلہ پیرومرشد بھی موجود ہیں حضور غوث پاک مجھے (نوید کو) فرماتے ہیں" آپ محسنی ہو؟"

میں عرض کرتا ہوں؛ "جی حضور میں محسنی ہوں"۔ پھر آپ سرکار رضی اللہ عنہ قبلہ پیر و مرشد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں جانتے ہو یہ کون ہیں؟ میں عرض کرتا ہوں حضور آپ خود ہی فرمادیں ،توآپ فرماتے ہیں: "یہ محسن ہیں اور ہمارے خلیفہ ہیں"۔ یہ حضور غوث پاک سرکار کی پہلی زیارت مبارکہ ہے جو مجھے قبلہ پیر و مرشد کی بدولت نصیب ہوئی۔

آخیر پر یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ اِن تمام بشارتوں میں زیادہ تر وہ لوگ شامل تھے جن کو اِس سے قبل حضور غوث اعظم کی زیارت عالم رؤیا یا حالت بیداری میں کبھی نہ ہوئی بلکہ یہ اُن کے نصیب کی پہلی یا پھر شاید آخری زیارت تھی اور اُن دنوں یہ خیال بھی اکثر دامن گیر رہتا کہ یہ کیا معاملہ ہے اِس سے پہلے ۴۷ سالہ زندگی میں تو کبھی کوئی شخص حضور غوث اعظم کا کوئی پیغام یا بشارت لے کر نہ آیا، کیا اِن درجنوں لوگوں کو صرف انہی مخصوص دنوں کے عرصہ میں ہی بندہ کو پیغام اور بشارت کے لیے حضور غوث اعظم کی طرف سے منتخب کرکے زیارت سے نوازا جانا تھا۔

دراصل بات پھر وہیں پہ آتی ہے جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں امام ابوالحسن الشطنوفی الشّافعی بھی فرماگئے کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو قبر میں بھی زندہ اولیاء کی طرح تصرّف کرتے دیکھا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں "حضور غوث اعظم کا مزار اقدس ایک زندہ مزار ہے آپکا فیض و تصرف جس طرح حیاتِ ظاہری میں تھا آج بھی اُسی طرح ہے"۔ لہٰذا بندہ ناچیز کے نزدیک وہ جس کو چاہیں جیسے چاہیں جہاں چاہیں خواب یا حالت بیدرای میں اپنی زیارت کرواسکتے ہیں۔

تمام واقعات اسقدر تیزی اور تواتر سے رونما ہو رہے تھے کہ میں خود بھی حیران تھا مگر اب معاملہ اگر تو صرف میری ذات کی حد تک محدود ہوتا تو شاید میں اِسکو چھپا جاتا اور منظر عام پر نہ آنے دیتا، لیکن جب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بذات خود مختلف لوگوں کو نہ صرف اس واقعہ سے آگاہ فرمارہے تھے بلکہ بار بار اُن کے ذریعہ بندہ تک بھی اپنا پیغام پہنچارہے تھے، مجھے سمجھ میں یہ نہ آتا تھا کہ کیا لکھوں اور کیا چھپاؤں کسرِ نفسی اور عاجزی کا دامن تھامتے ہوئے اگر خاموش رہوں تو کہیں بے ادب نہ کہلاؤں کیونکہ آپ سرکار کے پردہ فرمانے سے لے کر آج تک اُن کے فضائل و محاسن کے ضمن میں اس ۳ جنوری والے

واقعے کی صورت میں آپکی ایک عجیب کرامت، مقامِ بزرگی اور شانِ تصرف جو آج روحانی دنیا میں ایک نئے انداز اور شکل میں ظاہر ہوا تھا کہیں لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ جائے، لہٰذا مولویوں کے فتوؤں لوگوں کے طنز کے تیر و تفنگ، طعنوں اور خود نمائی کی باتوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آپ سرکار کے اس قول کے فیض سے ۳ جنوری والا واقعہ لکھ ڈالا:۔

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ　　عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے میرے مرید کسی سے نہ ڈر اللہ میرا پروردگار ہے۔اس نے مجھے رفعت عطا کی جس سے میں نے مطلوبہ آرزوؤں کو پالیا

مُرِیْدِیْ ھِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ　　وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

اے میرے مرید! عشق الٰہی سے سرشار ہو کر خوش رہ، نڈر بے باک ہو اور خوشی کے گیت گا۔جو چاہے کر میرا نام بلند ہے۔

یہاں مقصد اپنی کرامت اور بزرگی کا اظہار ہرگز نہیں تھاہاں بلکہ یہ ضرور سوچتا تھا کہ اپنے محسن کے احسانات اور لطف و عنایات کا تذکرہ اگر لوگوں سے نہ کروں تو خدانخواستہ یہ بات کتمانِ حق یا احسان فراموشی کے ضمن میں نہ چلی جائے کیونکہ تاجدارِ دوجہاں کا فرمان ہے "جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بھی نہیں بن سکتا" اور یہ کیفیت بھی تھی کہ اس تمام عرصہ کے دوران جب کبھی اُن کا نام آیا دل جذبات کا درد لیے نوکِ مژگاں پہ محبت کے قطرے سجائے تیار رہتا، پس تحدیث نعمت کے طور پر آپکے غلام کے قلم کی سیاہی قرطاس ابیض کو قرطاس اسود میں تبدیل کرتی چلی گئی۔

جب بھی تیری بات چھڑی، جب بھی تیرا نام آیا
دل کو تسکین ملی درد کو آرام آیا

غلام کی تعریف میں یہ عرض کرتا چلوں کسی کو اُسکی خدمت کے عوض اُسکی اُجرت پر محدود رکھتے ہوئے فقط اُسکی جگہ اور ڈیوٹی پر موجود رکھا جاتا ہے اور اُس کو اپنی جگہ اور مقام کے اندر رہتے ہوئے اپنے کام میں دانستہ، نادانستہ کمی بیشی کا جوابدہ بھی ہونا پڑتا ہے، بلکہ بعض اوقات تو اُسکا خمیازہ بھی بھگتنا پڑتا ہے، جیسا کہ پچھلے صفحات میں گیارہویں شریف کے عنوان میں شیخ نارنول والا واقعہ گزرا جبکہ فقط حالت

وجد میں گیارہویں شریف کی نیاز کو اُنکا پاؤں لگا تو ولائیت سلب ہو گئی۔ جبکہ کسی کو انعام و اکرام سے نواز کر فارغ نہیں اور قریب بلکہ بعض اوقات تو محرمِ راز بھی بنا لیا جاتا ہے مگر کچھ کو ایسی قبولیت بخشی جاتی ہے جو چاہو کرو کوئی سوال نہیں۔ بحالت ایمان جس نے بھی حضور ﷺ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا وہ غوث، قطب، ابدال، قلندر سے بھی اوپر صحابی کے درجہ پر فائز ہوا۔ اب نفس صحابیت میں کم و بیش سوا لاکھ صحابہ کرام سب ہی برابر ہیں مگر اصحاب بدر تو صرف تین سو تیرہ ہی تھے۔ جن کے لیے خاص رضائے الٰہی کا مژدہ سنایا گیا اور پھر اُن میں سے بھی عشرہ مبشرہ تو صرف دس ہی تھے جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت اور خوشخبری رسول کریم ﷺ نے اُن کو اُنکی زندگی میں ہی سنا دی تھی۔ ویسے تو تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں مگر جو روشنی ان چار سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں سے گلستان شریعت اور نخلستان طریقت میں روشن ہوئی وہ اور کہاں (حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی ذوالنورین، اور علی شیر خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین) اور پھر جو قربت و رفاقت، ظاہر و باطن کے اسرار و انوار حضرت ابو بکر صدیق اور مولی علی مشکل کشا کو حاصل ہوئے اُن کی حقیقت عالم روحانیت اور علوم معرفت میں ایک عجیب مقام سے آشنا کرتی ہے۔ خیر سلسلہ کلام جہاں سے منقطع ہوا تھا بات وہیں سے شروع کرتے ہیں کہ کسی کو اپنی جگہ اور مقام کے اندر رہتے ہوئے اپنے کام میں دانستہ نا دانستہ کمی بیشی کا جوابدہ ہونا پڑتا ہے اور کسی کو ایسی قبولیت بخشی جاتی ہے جو چاہو کرو کوئی سوال نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن خباب جو کہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں فرماتے ہیں؛ میں اُس مجلس میں موجود تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ تبوک کی تیاری کے لیے مسلمانوں کو مالی قربانی اور خدمت پیش کرنے کی ترغیب اور جوش دلا رہے تھے اور آپ ﷺ کے ترغیب دلانے پر ہر مرتبہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ عرض کرتے ہوئے کھڑے ہوئے یارسول اللہ ﷺ میں اتنا اتنا مال بمعہ ساز و سامان اور اونٹوں کے آپکی خدمت میں راہِ خدا کے لیے پیش کرتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عثمان غنی کی خدمت پر اس قدر خوش اور راضی ہوئے کہ حضرت خباب فرماتے ہیں میں نے دیکھا رسول کریم ﷺ منبر سے نیچے اترتے ہوئے یہ فرما رہے تھے "اس عمل کے بعد

عثمان پر کوئی گناہ نہیں، اس عمل کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں (یعنی اُن کو کوئی نقصان نہیں) اب عثمان جو مرضی کریں۔ بہجۃ الاسرار میں امام ابوالحسن شطنوفی الشافعی لکھتے ہیں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اپنے رب کے جلال و عزت کی قسم میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر، کیا ہوا جو میرا مرید اچھا نہیں، میں تو اچھا ہوں اور مجھے اپنے پروردگار کے عزت وجلال کی قسم میں اُس کی بارگاہ سے اُس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک اپنے تمام مریدوں کو لے کر جنت میں نہ چلا جاؤں۔ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں؛

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

اے میرے مرید! عشق الٰہی سے سرشار ہو کر خوش رہ، نڈر بے باک ہو اور خوشی کے گیت گا۔ جو چاہے کر میرا نام بلند ہے۔

اپنے مرید کو یہ فرمانا "کسی کی پرواہ نہ کر جو تیرا جی چاہے کر" تو یہ کلمہ صرف حضور پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی نے نہیں فرمایا بلکہ آپ سے پہلے پیروں کا پیر، ہادیوں کا ہادی اللہ رب العزت کا محبوب بعینہٖ یہی کلمہ اپنے مریدوں کو کہہ چکا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے؛

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبیر بن عوام اور ابومرثیہ غنوی کے ساتھ روضہ خاخ کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمایا وہاں ایک مشرک عورت کے پاس مشرکین کے نام حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا خط ہے اُس عورت سے وہ خط لے کر آو، (اصل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کی تیاری مکمل کر لی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو خط لکھ کر حضور کے ارادہ سے آگاہ کرنا چاہا)۔ یہ حضرات بجلی کی سرعت سے اُس عورت کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں روضہ خاخ کے مقام پر جب ہم لوگوں نے اُس عورت کو دیکھا تو وہ ایک اونٹ پر سوار تھی ہم نے اُس عورت سے پوچھا وہ خط جو تیرے پاس تھا وہ کہاں ہے، اس نے کہا، میرے پاس تو کوئی خط نہیں، ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اس کے پالان وغیرہ کی مکمل تلاشی لی مگر وہ خط نہ ملا، پھر میں نے کہا! خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز غلط بیانی نہیں کی تمہارے پاس یقیناً وہ خط موجود ہے اس لیے بہتر ہے کہ وہ خط

تم ہمارے حوالے کر دو ورنہ، قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے، میں تجھے ننگا کر دوں گا، اُس عورت نے جب ہماری سختی دیکھی تو سمجھ گئی کہ معاملہ اب سنجیدہ ہے پس اپنی تہبند کے اندر سے ایک خط نکال کر ہمیں دیا۔ ہم جب وہ خط لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ سے پوچھا، اے حاطب (رضی اللہ عنہ) تو نے ایسا کیوں کیا حاطب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، یا رسول اللہ ﷺ میں بالکل نہیں بدلا اور نہ ہی میں مرتد ہوا ہوں بلکہ میں تو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ خط تو میں نے فقط مشرکین مکہ کو اپنا ہمدرد بنانے کے لیے لکھا تھا، کیونکہ مکہ مکرمہ میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں جو میرے اہل و عیال کی حفاظت اور نگرانی کر سکے جبکہ دوسرے صحابہ کرام کے پہلے سے وہاں رشتہ دار موجود ہیں جو اُن کے اہل و عیال کی نگرانی کرتے ہیں۔ اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسکی گردن اڑا دوں کیونکہ اس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور مومنین کے ساتھ خیانت کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمر! کیا تمہیں نہیں معلوم حاطب غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے مجاہدین میں سے ہیں اور ان مجاہدین کے خلوص اور جذبہ جان نثاری کو دیکھتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لیے کیا فرمایا ہے: اِعْمَلُوْا ماشِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ ترجمہ: ''یعنی اب جو چاہو کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے''۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

کوئی تن اور من کی بازی لگاتا ہے تو کوئی دھن کی۔ کوئی ہنس کے یار مناتا ہے تو کوئی رو کے، یہ مالک کی مرضی ہے کہ وہ اُسکا رونا قبول کرتا ہے یا ہنسنا۔ کہتے ہیں معراج کی رات جب جبرائیل علیہ السلام جنت میں حضور ﷺ کی سواری کے لیے براق لینے پہنچے تو اُنہیں بہشت کے مَرغزاروں میں چالیس ہزار براق چرتے دکھائی دیئے۔ اُن میں سے ایک براق غمگین حالت میں سر جھکائے آنسوؤں کے دریا بہا رہا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اُس سے رونے کا سبب پوچھا؟ اُس نے کہا! جب سے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک سنا اُس روز سے آپکی محبت اور عشق میں مبتلا ہوں اور کچھ کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ جبرئیل

علیہ السلام نے جب اُسکی بات سنی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے حضور ﷺ کے لیے اُسی براق کا انتخاب کیا۔ اصل میں براق نے یہ سمجھا دیا کہ میری منزل بھی وہی ہے جس کے باقی براق طالب ہیں ۔ منزل ایک ہی ہے مگر راستے دو۔ کوئی ہنس کر محبوب مناتا ہے کوئی رو کر ......شائد میرا رونا ہی قبول ہو جائے۔ ایسے ہی سلطان محمود غزنوی جب مدینہ منوّرہ میں حاضر ہوئے تو شاہی لباس اتار کر فقیرانہ لباس پہن لیا۔ کاندھے پر پانی کی مشک اٹھائے مخلوقِ خدا کو پانی پلا رہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے اُنکو پہچان لیا اور پوچھا کیا آپ غزنی کے شہنشاہ ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں شہنشاہ ہوں مگر غزنی میں اِس دربار میں تو شہنشاہ بھی فقیر اور بادشاہ بھی گداگر بن کر آتے ہیں ۔ جواب بڑا ہی پیارا تھا اسے بڑا پسند آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ مصر کا شہنشاہ شاہی تاج اور شاہی لباس پہنے بڑی آن بان شان اور رعب و دبدبہ سے چلا آرہا تھا۔ اس شخص نے آگے بڑھ کر اُس سے بھی ایسا ہی سوال کیا کہ آپ نے اتنی جسارت کیسے کر لی کہ مدینہ منورہ میں حاضری اور شاہی لباس ۔۔۔ اب جو جواب مصر کے شہنشاہ نے دیا وہ بھی سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل تھا۔ مصر کے بادشاہ نے کہا اے سائل مجھے یہ بتا کہ یہ شاہی تاج اور شاہی لباس مجھے کس ہستی کا عطا کردہ ہے؟ لہٰذا جس آقا نے یہ تاج اور لباس بخشا ہے اب پہن کر حاضر ہوا ہوں تاکہ دینے والا اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ جس کی خیرات پر پلنے والے غلاموں کی یہ شان ہے اُس آقا و مولیٰ کی شان کیسی ہو گی؟

خیر بات کہاں سے کہاں چلی گئی، غلام کی تعریف کرتے کرتے آقا و مولیٰ کے احسانات اور انعامات کا ذکر شروع ہو گیا۔ قدرت کا اصول ہی کچھ ایسا ہے کہ رات کے ساتھ دن ، کافر کے ساتھ مومن، خزاں کے ساتھ بہار، باطل کے ساتھ حق، زمین کے ساتھ آسمان، اور غلام کے ساتھ مالک، بھلے فرق زمین آسمان کا ہو یا مشرق و مغرب کا مگر ذکر دونوں کا ساتھ ساتھ ہی بھلا لگتا ہے جیسا کہ ؛ بیٹے کے ساتھ باپ، شاگرد کے ساتھ استاد، مرید کے ساتھ مرشد، مخلوق کے ساتھ خالق، مرزوق کے ساتھ رازق، مملوک کے ساتھ مالک، اور مخدوم کے ساتھ خادم، ایسے ہی جب کرم کرنے والے کا ذکر ہو گا وہاں مجھ جیسے حقیر اور نااہل اور جہاں بخشنے والے کا ذکر ہو گا وہاں مجھ جیسے ذلیل گنہگار کا ذکر خود بخود چلتا ہے۔ بزرگ

اور دانا لوگوں کا فرمانا ہے کہ بادشاہ کی شان کا اندازہ اُس کے غلام کی شان سے لگایا جاتا ہے، اُستاد کی قابلیت دیکھنی ہو تو پہلے اُسکے شاگردوں کو دیکھو، شیخ کامل کی پہچان اُسکے مریدوں سے ہوتی ہے۔ یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست مگر بعض اوقات بعض مرید اور شاگرد اپنی کوشش اور سعی سے اپنے مالک اور مرّبی کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیتے ہیں اور بعض کو خود صاحب اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ باتیں دونوں ہی اپنی جگہ درست ہیں کوئی ہنس کر یار مناتا ہے تو کوئی رو کر رانجھا راضی کرتا ہے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں تو طالب خود کَسب سے اَخذ کرتا ہے، اپنی ہمت اور ظرف کے مطابق پاتا ہے، لیکن جہاں مالک خود اپنی مرضی سے عطا کرے تو وہ اپنے شایانِ شان طریقے سے نوازتا ہے۔ بادشاہ جب خوش ہو کر دینے پر آتا ہے اپنی سلطنت اور مرتبے کے شایانِ شان عطا فرماتا ہے۔ تب لوگ آ کر کہتے ہیں؛ جیسا چہرہ بادشاہ کا تھا ویسا ہی چہرہ غلام کا بھی تھا۔ جیسی پگڑی بادشاہ نے پہن رکھی تھی ویسی ہی پگڑی غلام کے سر پر بھی تھی۔ جیسا لباس بادشاہ کا تھا ویسا ہی شاہانہ لباس غلام نے بھی پہن رکھا تھا۔ غلام کی داڑھی کی وضع قطع بادشاہ کی داڑھی سے ملتی جلتی تھی اور اپنے جیسی شاہانہ زندگی اپنے غلام کو بھی عطا کر رکھی تھی، لیکن حقیقت یہی ہے کہ بادشاہ، بادشاہ ہی رہتا ہے غلام نہیں بن جاتا اور غلام بادشاہ نہیں۔ اُسکو اپنی اوقات کے دائرہ کے عکس میں اپنی حقیقت اور اصلیت سے چشم پوشی کرنے کا کیا فائدہ، دوپہر کے وقت پانی میں چمکتا سورج، سورج نہیں بن جاتا بلکہ سورج کا عکس ہی رہتا ہے مگر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں دیکھو پانی میں بھی سورج نظر آ رہا ہے۔ بابا محمد یحیٰ خان شب دیدہ میں لکھتے ہیں :۔ ”آقا کے صرف ایک ہی معنی ہیں کہ وہ مالک ہے اور اُس کے بعد پھر کوئی کلام نہیں۔۔۔اور غلام کے ہاں محض تسلیم ہے۔۔۔ کہیں بھی انکار نہیں۔۔۔غلام محض دل ہوتا ہے دماغ نہیں۔۔۔اور دل میں صرف جی بسم اللہ اور کچھ نہیں“ (جیسا کہ بزرگ فرماتے ہیں ”المرید لا یرید؛ مرید وہی ہے جسکا اپنا کوئی ارادہ نہیں) لہٰذا اپنی اصلیت اور اوقات کو جانتے دیکھتے ہوئے بعض اوقات سگ درگاہِ جیلاں بھی کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہیں بے ادب نہ کہلاوں، کہاں غوث اعظم کے در کا کتا جو شیروں پر فضیلت رکھے اور کہاں یہ حقیر فقیر۔

سگ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی   کہ بر شیر ان شرف دارد سگ درگاہِ جیلانی

اگر تو رب کا قرب چاہتا ہے تو غوث اعظم کے در کا کتا بن جا کیونکہ غوث اعظم کے در کا کتا شیروں پر فضیلت رکھتا ہے۔

خیر بات کہاں سے کہاں چلی گئی، میں یہ تو بتانا بھول ہی گیا کہ جب لوگ آپ سرکار کے پیغامات لے کر یہ در پہ بندۂ ناچیز کے پاس حاضر ہو رہے تھے، ایک دن بحالت مراقبہ آپ اپنی حسین مسکراہٹ کے ساتھ بندۂ ناچیز کو زیارت سے مشرف فرماتے ہیں، کیا دیکھتا ہوں کہ؛ ''سر پر سفید رنگ کی پگڑی جو نہایت سادگی سے باندھی گئی ہے، سفید نورانی لباس ہے، چہرے پر سفید داڑھی شریف اور دندان مبارک سے چھنتا نور، سرخی مائل گلابی ہونٹوں پر ایک ایسی معنی خیز مسکراہٹ کہ جیسے کسی کی حیرانگی پر مسکرایا جاتا ہے، آہ! زہے نصیب فقیر کے چہرے پر بہت ہی محبت سے اپنی نگاہیں جما کر جیسے فرما رہے ہوں، محسن منوّر ابھی بھی نہیں سمجھے ۳ جنوری کو بغداد میں ہم سے ملنے والی خلافت و حفاظت کی نعمت کی شہادتوں اور گواہیوں کے ساتھ بشارت لانے والوں کی اب تو کثرت ہو گئی۔

ہماری دیگر مطبوعات